الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بپا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۱ | دار الامان قادیان ۱۷ رمضان ۱۳۱۸ھ ۱۰ جنوری ۱۹۰۱ء | جلد ۵

ناظرین

کو نئی صدی نیا سال مبارک ہو

انیسویں صدی اور ۱۹۰۰ء کا خاتمہ ہوا مبارک وہ جنھوں نے اس سال کو اپنا محاسبہ کرکے درحقیقت جانے دیا۔ اور قدرت کی اس آواز کی کہ **وقت کی قدر کرو** پوری قدر کی۔ پھر مبارک وہ جنھوں نے اس نئے سال کو پایا اور گذشتہ سال کے گذرنے سے سبق سیکھ لیا کہ یہ بھی یونہی گذر جائے گا اس لئے بہتر ہے کہ اسکی قدر کریں اور اسے ضائع نہ کریں۔

ہمارا ارادہ تھا کہ اس پرچہ میں سال گذشتہ پر ایک ریویو لکھتے مگر دار الامان کے جلسہ میں جو تقریریں ہوئی ہیں انکا بہت جلد شائع ہونا چونکہ ازبس ضروری ہے اس لئے ہم اس ریویو کو کسی دوسرے وقت کے لئے رکھکر اس نمبر میں ان تقریروں کو شائع کرنا شروع کرتے ہیں۔ اور صرف اس ایک خیال کیوجہ سے باقاعدہ رویداد کو بھی مختصر درج کرینگے۔ خدا ہمارے ساتھ ہو اور ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو توفیق دے کہ ان باتوں پر جو ان تقریروں میں بیان کی گئی ہیں عمل کریں۔ آمین

کلمات طیبات امام الزمان

سلمہ الرحمن

حضرت حجۃ اللہ فی الارض جناب اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت پہلے چند روز سے بوجہ درد سر ناساز تھی اس لئے جلسہ کے پہلے چند دنوں میں کوئی عام اور مبسوط تقریر فرمانے کا موقع نہ مل سکا۔ گو سیر کو تشریف لیجاتے وقت بعض مختصر مختصر ہدایتیں فرماتے رہے اور ایک معززانہ نئے مہمان کی آمد کی وجہ سے جنکا ذکر ہم پھر کریں گے، بطور تبلیغ ایک پر معز پر درد تقریر بھی فرمائی مگر یہ تقریر جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں ۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء کو بعد نماز جمعہ عام مجمع میں جنکی تعداد قریبًا پانسو مرد مان کی ہوگی فرمائی اس طرز و ادا کا نقشہ کھینچنا جس سے اور جس میں یہ الحق کی تصویر بولتی تھی زبان قلم اور قلم زبان کی قدرت اور طاقت سے

باہر ہے۔ جس وقت یہ حجۃ اللہ مسجد اقصیٰ کے بڑے دروازہ میں جلوہ فرما ہوا اور شربیلے اور نشہ عرفان الٰہی سے سرشار آنکھوں سے جو فطرۃً غض بصر کا سبق لے کر نہیں نہیں سبق دینے کے لئے یہ قدرت سے بنی ہوئی ہیں، حاضرین کی طرف دیکھا ایک عجیب عالم طاری ہوگیا سبحان اللہ وصل علی کی آواز ہر طرف سے کانوں میں آتی تھی۔ اور مشتاقان دیدار رحمت آثار پروانوں کی طرح ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اور الہام انی لا ملک من الناس شیئا کی الہامی دعا کو جاننے والوں کے لئے ایک عجیب سرور اور لطف آتا تھا۔ غرض وہ ابھرا ہوا سینہ کھلا اور کھلا ہوا نورانی چہرہ جس سے مسرت اور رعب الٰہی کی شان ٹپکتی تھی ناظرین کے دلوں کو مسرور اور ہیبت حق سے مرعوب کر رہا تھا۔ اس قدرتی تصویر حق کا فوٹو بھی تو ان حالات اور خیالات کو ادا

کمالات و صفات میں تدبر کرو یہ قرآن کا نمونہ ہے ۔ یہ حجۃ اللہ ہے ۔ یہ عظیم الشان آیت اللہ ہے ۔ اس آئینہ سے بار دیگر خدا تعالے کا گمشتہ نظر آیا جو صدیوں سے نہاں ہو گیا تھا ۔

پس خدا کے اس فضل اور احسان کو محسوس کرو ۔ اور شکر کرو ۔ اور تمہارا فرض ہے کہ عملی طور پر اس احساس کو دکھاؤ ۔ پہلا اعتراف اس نعمت کا یہ ہے کہ ڈیوانہ وار یہاں آؤ سب کچھ اُٹھا اُٹھا کر یہاں آؤ ۔ یہاں رہو تاکہ تمہیں اس فضل سے حصہ ملے میں تو وہی نسخہ اور اصول بتاتا ہوں جس نے مجھے شفا دی ہے ۔ میں نے قرآن بھی پڑھا تھا مولانا مولوی **نور الدین صاحب** کے طفیل سے حدیث کا بھی شوق ہو گیا تھا گھر میں صوفیوں کی کتابیں بھی پڑھ لیا کرتا تھا مگر ایمان میں وہ روشنی وہ نور معرفت میں ترقی اور بصیرت نہ تھی جواب ہے اسلئے میں اپنے دوستوں کو اپنے تجربہ کی بنا پر پکار کر کہتا ہوں کہ یاد رکھو اس **خلیفۃ اللہ** کے دیکھنے کے بدون صحابہ کا سا زندہ ایمان نہیں مل سکتا اس کے پاس رہنے سے تمہیں معلوم ہو گا کہ وہ کیسے موقع موقع پر خدا کی **وحی** سناتا ہے اور وہ پوری ہوتی ہے تو روح میں ایک محبت اور اخلاص کا چشمہ پھوٹ پڑتا ہے جو ایمان کے پودے کی آبپاشی کرتا ہے ۔

دوستو!

زمانہ گذر جاویگا کب تک گھروں کے تنگناؤں کے عذر کروگے کب تک دنیا کی مصروفیتوں کی بہانے سناؤگے پھر یہ وقت نہ ملیگا ثواب کا فلسفہ یہی ہے کہ دکھ اٹھایا جائے تو سکھ اسکے اندر سے پھوٹتا ہے بلکہ جب صحیح معلوم ہو تو دو گھڑی دیکھ کہ یقینا لذت اور راحت اسی میں ہے نفس اور سستی کو چھوڑ دو ۔ دوسرا اعلیٰ نمونہ یہ ہے کہ اپنے چال چلن سے اپنے اخلاق سے ثابت کرو کہ تم خدا کی فرائض کو بجا لانیوالے اور مخلوق الٰہی پر شفقت کرنیوالے ہو اور تمام کو اپنی تمام محبوبات سے بڑھکر پیار کرنیوالے ہو تا کہ تم مسیح موعود کی احمدیہ جماعت ہو اللہ تعالے مجھے اور میرے تمام دوستوں کو اسکی توفیق دے ۔ آمین

جزاھم اللہ احسن الجزا

مولانا مولوی **محمد علی** صاحب سکرٹری مدرسہ **تعلیم الاسلام** مدرسہ کی مینیجنگ کمیٹی کی طرف سے مندرجہ ذیل تحریر بطور شکریہ احباب بغرض اندراج بھیجتے ہیں **مبارک** ہیں وہ لوگ جو اس شکریہ کے مصداق ہیں کیونکہ مدرسہ تعلیم الاسلام حقیقت میں حضرت اقدس مسیح موعود دام اللہ فیوضہم کی پاک اغراض میں سے ہے اور آپ ہی کا مدرسہ ہے اس صورت میں شکریہ امام موعود کی طرف سے ہے اور پھر امام کے ارادے اللہ تعالیٰ کے ارادے ہیں پس جو امام الزمان کے پاک ارادوں کی تکمیل میں کوشاں ہوتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی سرخروئی کرتا اور اپنا اجر خدا کے ہاں چھوڑتا ہے

(ایڈیٹر)

وہ تحریر یہ ہے

میں مجلس منتظمہ مدرسہ **تعلیم الاسلام** کی طرف سے اُن تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے بڑی عالی حوصلگی سے مجلس منتظمہ کے **سفیر** جناب میرزا **خدا بخش** صاحب کو خیر مقدم کہا اور فراہمی چندہ میں نہ خود معقول رقموں سے مدد دی بلکہ اوروں سے دلانے میں بھی کوشش کی ۔ مجلس منتظمہ دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انکی ہمتوں میں برکت دے ۔

اور نبیل خلیفہ محمد حسین صاحب بالقابہ ممبر کونسل پٹیالہ خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنھوں نے **عطیہ** اس کار خیر میں عطا فرمائے ہیں خلیفہ صاحب کے بڑے بھائی وزیر خلیفہ محمد حسن صاحب مرحوم نے بھی براہین احمدیہ کی اشاعت میں مدد دی تھی جسکا ذکر کتاب براہین احمدیہ میں موجود ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب بھی اپنے بھائی صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہیں ہمکو اُمید ہے کہ خلیفہ صاحب آئندہ بھی مدرسہ تعلیم الاسلام کی اعانت میں توجہ فرماتے رہیں گے ۔

پھر ہمارے اپنے سلسلہ میں **عالی جناب نواب محمد علی خاں صاحب** رئیس مالیر کوٹلہ بھی خصوصیت سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ باوجودیکہ اسی ماہ میں وہ (۵۰۰) پانسو روپیہ مدرسہ کے لئے بھیج چکے تھے انھوں نے **پچاس روپیہ** اور بھی مرزا صاحب موصوف کو چندہ دیا ۔

ایسا ہی **منشی حبیب الرحمن** صاحب رئیس حاجی پور نے اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر امداد کی یعنی حصہ اپنی طرف سے اور حصہ اپنی اہلیہ کیطرف سے دیئے ۔ مگر منشی **عزیز الرحمن** صاحب کپور تھلہ کی اہلیہ کی ہمت قابل رشک ہے اور سب سے بڑھکر قابل تعریف ہے کہ اس نے باوجودیکہ عورتوں کو زیور بہت ہی عزیز ہوتا ہے اپنی ۲۰ عدد نقرئی چوڑیاں اس چندہ میں دیں ۔ اللہ تعالیٰ اس کے اخلاص اور ایثار میں ترقی دے اور بہترین جزا دے ۔

میں نام بنام سب احباب کا شکریہ نہیں کرسکتا کیونکہ اسقدر لمبی تحریر کی گنجایش نہ ہوگی اسلئے مختصر طور پر پٹیالہ کپورتھلہ ۔ مالیر کوٹلہ ۔ سرہند ۔ دہلی ۔ انبالہ کی جماعتوں کا مجلس کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور آخر میں اُمید کرتا ہوں کہ جن بھائیوں کو اس تقریب پر شراکت چندہ کا موقع نہیں مل سکا وہ مرزا صاحب کے دوسرے سفر میں اسکی تلافی کر سکیں گے اور جہاں جہاں مرزا صاحب ابھی تک نہیں گئے وہاں کی جماعتیں مرزا صاحب کے پہونچنے پر پوری ہمت سے مدد دینے میں سعی کریں گے ۔

اس امر کا اظہار مزید ی معلوم ہوتا کہ

جب مدرسہ کی ضروریات کے لئے چندہ
کیلئے مرزا خدا بخش صاحب سفیر ہوکر گئے
تھے تو جناب مولوی حکیم فضل الدین
صاحب بھیروی نے بھی اپنے گرد و نواح
کی جماعتوں میں چندہ کی تحریک کی چنانچہ
انھوں نے بھی بعض جگہ مثلاً بھیرہ
پنڈ دادنخان آباد۔ لالہ موسیٰ۔ جہلم۔ وغیرہ
سے کچھ چندہ جمع کیا۔ مجلس حکیم صاحب
موصوف اور ان احباب کا بھی شکریہ
ادا کرتا ہے جنھوں نے اس کار خیر میں
مدد دی ہے۔

ختم کرنے سے پیشتر میں
ہر شہر کی جماعت اور پھر ہر جماعت کے
سرگرم ممبروں کی توجہ اس تجویز کی طرف
منعطف کرانی چاہتا ہوں (جو پچھلے
کئی ہفتوں سے الحکم میں طبع ہوچکی ہے
اور دار الامان کے جلسہ کی تقریب پر
اس تجویز کے محرک جناب سید حامد شاہ
صاحب اور ماسٹر غلام محمد صاحب
سیالکوٹی نے زبانی بھی بیان کی تھی)
کہ اس پر عمل درآمد کیا جاوے۔

یعنی عید کی تقریب پر
ہر دوست ایک ایک روپیہ مدرسہ تعلیم
الاسلام کی امداد میں دے اور صدقہ
فطر مدرسہ تعلیم الاسلام کے مساکین کی
امداد کے لئے جمع کرکے عید کے دوسرے دن
کل روپیہ بتفصیل دیگر حضرت مولانا مولوی
نور الدین صاحب فنانشل سکرٹری و امین مدرسہ
کے نام بھیجا جاوے۔ مجلس منتظمہ امید
کرتی ہے کہ ہر شہر کی انجمن احمدیہ اس تجویز پر
عمل کرنے کی پوری سعی کریگی اور مدرسہ کی
امداد کے خیال کو ہر وقت نصب العین
رکھے گی۔

خدا تعالیٰ ہمارے سب بھائیوں کے دلوں
میں تحریک کرے کہ اس مبارک تجویز پر عمل کرکے اپنے
اموال میں اور ہفتوں میں بڑی برکت اور مدد
کے مستحق ہو جائیں۔ آمین

الملتمس

خاکسار محمد علی ایم۔ اے۔ ایل
ایل۔ بی۔ سکرٹری مجلس منتظمہ مدرسہ
تعلیم الاسلام قادیان۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۰۱ء

ایڈیٹوریل

یسوع کی تعلیم اور انکی بھیڑوں کی تہذیب

مغربی دنیا بخیال خویش تہذیب کے بلند منار
پر چڑھ بیٹھی ہے اور وہاں بیٹھ کر دوسری
مخلوق اُن کی نظر میں کیڑوں مکوڑوں سے
بھی پست اور ذلیل نظر آتی ہے۔ ایک
سادہ خیال انسان جب ہندوستان میں پادریوں
کی سر توڑ کوششوں اور مختلف تدابیر اشاعت
مذہب پر خیال کرتا ہے اور وہ سنتا ہے
کہ یورپ اور امریکہ سے کروڑہا روپیہ ان
لوگوں کی امداد کے واسطے چندہ کرکے بھیجا جاتا
ہے تو وہ یورپ کے مذہبی خیالات اور
مذہبی پابندیوں کا مسحور سا ہو جاتا ہے
اور سمجھتا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں مذہب
کا راج ہے اور مسیح یسوع کے ماننے والوں کی
چرب زبانیوں کو جب سنتا ہے تو وہ گلے
کی رگیں پھلا پھلا کر پکارتے ہیں انجیل جلیل کے
سامنے روس کا شاہنشاہ سجدہ کرتا ہے اور
قیصرہ ہند خداوند یسوع کی صلیب بردار
ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہمکو اسوقت ضرورت نہیں ہے کہ
اس پر کوئی طویل بحث کریں بلکہ اس ارٹکل
میں ہم ایک واقعہ کی بنا پر یہ دکھانا چاہتے
ہیں کہ یورپ کی مہذب سلطنتیں اور عظیم
الشان حکومتیں یسوع کی تعلیم کو (قطع
نظر اس کے کہ وہ اس کے ماننے والے ہیں
یا نہیں) کس نظر سے دیکھتے ہیں لاہور کے
اخبار عام مورخہ یکم جنوری ۱۹۰۱ء میں
مندرجہ ذیل نوٹ شائع کیا گیا ہے۔

"مذہب کی بلندی"

کونٹ ٹولسٹوی یورپ میں ایک مشہور
فلاسفر ہیں یہ مذہب سے عیسائی ہیں اور
انھوں نے "میرا مذہب" نام ایک
کتاب شائع کرکے وہ مصیبت اٹھائی کہ
زار روس اور شہنشاہ جرمن دونوں نے انکو
اپنے قلمرو سے نکال دیا ہے اور تمام عیسائی
ممالک میں انکی سخت مخالفت پھیل گئی ہے
انھوں نے اس کتاب میں عیسائی مذہب کے
قدیم زمانہ کے اصلی معنوں کو ظاہر کیا ہے
کہ اگر کوئی تمھاری ایک گال پر طمانچہ مارے
تو دوسری پیش کردو۔ بقول ان کے تمام بنی آدم
آپس میں بھائی بھائی ہیں اور بقول ان کے
کسی شخص کا فوجی نوکری اختیار کرنا سراسر
غلطی اور خلاف مذہب ہے اس حالت
میں انسان کا انسان کو قتل کرنا فرض ہے
عام اس سے کہ آپس میں کوئی وجہ مخالفت
ہو۔ روس میں ان کو پاگل خانہ میں رکھنے
کے لائق سمجھا گیا ہے وہ تمام اعزاز اور
دنیاوی آسائشوں سے محروم کئے گئے
اس کی وجہ صاف ہے کہ ایسی باتیں زمانہ
حال کے قدرتی لوازمات کے سراسر خلاف
ہیں کونٹ ہوکر وہ ملک بدر ہیں اور
دہقانوں کی زندگی بسر کر رہے ہیں"

یہ وہ اقتباس ہے جو اخبار عام نے شائع کیا ہے
ہم زار روس اور شہنشاہ جرمن اور یورپ
کی دیگر سلطنتوں کے خیال اور رائے کے
مؤید ہیں۔ اس پہلو میں کہ یہ تعلیم زمانہ کی
ضروریات یا اعتدال اور حکمت کے اصولوں پر
مبنی نہیں ہے۔ اور کونٹ صاحب کی سراسر
نادانی ہے کہ انھوں نے اس تہذیب اور
روشنی کے زمانہ میں اور پھر سلطنتوں کے
اقتدار اور کشت و خون کے دنوں میں وہ
تعلیم پیش کی جس پر کبھی اور کسی زمانہ میں
بھی عمل درآمد نہیں ہو سکتا۔

اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا
ہے کہ انجیلی تعلیم کی عیسائی دنیا میں کیا وقعت
اور قدر ہے۔ ایک شخص خود عیسائی ہوکر
اور باوجود اسقدر عزت و امتیاز کے جو اسکو
حاصل ہے یسوعی تعلیم کو مشتہر کرکے پاگل
قرار دیا گیا۔ اور ملک بدر کر دیا گیا ہے
تو یہ سوال عیسائی دنیا کے سامنے بطور حل
پیش کیا جا سکتا ہے کہ اگر اس زمانہ میں خود
یسوع صاحب یہی تعلیم پیش کرتے کہ ایک
گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دو۔
اور اگر کوئی کرتا مانگے تو چغہ بھی اتار دو
وغیرہ وغیرہ۔ تو مہذب دنیا ان کے ساتھ
کیا سلوک کرتی؟ اور وہ اس سائنس
اور طبعیات کی ترقی میں آکر کہتے کہ میں خدا
کا بیٹا ہوں اور قبر سے زندہ ہوکر آیا ہوں
تو انکی نسبت کیا فتویٰ دیا جاتا؟ مسئلہ بالکل

صاف معلوم دیتا ہے کہ جبکہ ایک معزز دو مقتدر عیسائی کی نسبت تجویز کیا گیا کہ اسکو پاگل خانہ میں رکھا جاوے تو اس بیچارے خاکساری کے پتلے اور فروتنی اور ناتوانی کی تصویر کے ساتھ تو جو برا سلوک ہو سکتا تھا یہ لوگ کر کے اپنا جی ٹھنڈا کرتے ہمکو حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ پھر یہ تعلیم پیش کیوں کی جاتی ہے اور اسکی طرف لوگوں کو کیوں بلایا جاتا ہے جبکہ اسپر عملدرآمد ہو ہی نہیں سکتا۔ یورپ کی عیسائی سلطنتیں انجیل پر احسان کریں اگر اس میں سے اس قسم کی تمام تعلیموں کو جو اخلاقِ فاضلہ اور سیاستِ مدن کے اصولوں کے خلاف ہیں نکال ڈالیں۔ ورنہ انپر عیسائی رہ کر اس کے نہ ماننے کا ایک الزام عاید حال ہوتا ہے۔ اور اگر سلطنتیں اس کام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتی ہیں تو پھر عیسائی مذہبی دنیا کے پوپ اور فادرز اور بشپ اور پادری اکٹھے ہو کر ایک کانفرنس کر کے اس سوال کو طے کرا دیں۔ اور اپنی بچاؤ اور آرام کے لیے جہاں ہمیشہ ترجمہ کی آڑ میں ترمیم کرتے رہتے ہیں ان تعلیمات کی بھی ترمیم کر دیں۔ مگر ہمارے خیال میں عیسائی دنیا کے پاس انکی تعلیمات پر عمل نہ کرنیکی شاید ایک زبردست دلیل ہے جسکا جواب ممکن نہیں اور وہ ہے **کفارہ** کا اعتقاد کہ **یسوع ہمارے لئے مرا ہے ہمارے گناہوں کا بوجھ اٹھا چکا ہے** ۔ اس لئے عمل بیکار شے ہوگی کیونکہ جب وہ گناہ اٹھا چکا ہے تو پھر اعمال کی کیا ضرورت !!! اسی بنا پر فرقہ پروٹسٹنٹ کے بانی مارٹن لوتھر کو صرف کفارہ پر ایمان کا اعتقاد تجویز کرنا پڑا اور کفارہ کے یقینی ہونے کی حالت میں یہی ہونا چاہیئے ۔ لیکن اسپر پھر ایک اور مشکل اور ناقابل رفع اعتراض پیدا ہوگا کہ جب کہ کفارہ ہی اصل ہے پھر اسقدر حجم کی کتاب ہی کی کیا ضرورت ہے۔ صرف ایک چھوٹے سے ورق پر یہی شایع کریں کہ **یسوع کا خون کفارہ ہو چکا** ساری تعلیمات اصول و عقائد کو ہی نکال ڈالیں اور تمام قصص سے کتاب کو پاک کر کے اسکی ہی اشاعت کریں۔ اچھا اگر یہ بھی ہو تو پھر مشکل آکر یہ پڑیگی کہ کفارہ پر اعتقاد رکھکر ہر قسم کی شرارت اور گناہ کر لینا جائز ہوگا اور اس طرح پر امن کیونکر قائم رہے گا ؟ اور پھر تعلیمات کی طرف توجہ کرنی پڑے گی اور تعلیمات وہی ہیں جنکو پیش کر کے کونٹ ٹولسٹوی پاگل کہلائے اور ملک بدر کیے گئے

غرض

یہ ایک عجیب گورکھ دھندا ہے جو سمجھ میں نہیں آ سکتا بجز اس کے کہ اس جھگڑیاں دی پنڈ یعنی جھگڑوں کی گٹھڑی ہی کو چھوڑا جاوے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے اس آرٹیکل کے پڑھنے والے واضح طور پر سمجھ جاوینگے کہ یسوع کی مہذب بھیڑوں کے سامنے بھی اسکی تعلیم کی کوئی وقعت نہیں ہے اور وہ اپنے عمل سے بتلاتے ہیں کہ یہ ناقابل عمل تعلیم ہے۔

پھر

کیا اچھا ہو کہ مہذب دنیا اس نور سے روشنی حاصل کرے جو ساری شائستگیوں کے پیدا کرنے والا اور سلامتی اور امن کی روح و روان اور حکمت کی جان ہے وہ کیا **اسلام** ! جسکا زندہ اور روشن نمونہ اسوقت بھی موجود ہے اور وہ ہے **مسیح موعود کا پاک وجود** جو صلیبی مذہب کو دلائل واضحہ کی تلوار سے پاش پاش کرنے آیا ہے کہ اسکی تعلیم انسانی فطرت اور قویٰ کے صریح متضاد اور مخالف ہے۔ کیا کوئی ہے ؟ کہ **اس آفتاب صداقت کے نور سے روشنی پانے کی سعادت حاصل کرے**

وہا بگہ اہل گہر شتاب گر صاحب دلے
زنہار کو نتواں یافتن دیگر چنین ایام را

ایڈیٹوریل جملے

بیگناہ شہر امریکہ میں جو آج کل ایجادات کے لحاظ سے نئی دنیا ہے ڈاکٹر ڈوئی صاحب کو یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ وہ ایک شہر آباد کر رہے ہیں جسکو وہ بے گناہ شہر کے نام سے پکارنا چاہتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کوئی شخص گنہگاری کی زندگی بسر کرنے والا اسمیں آباد نہ ہو۔ ڈاکٹر صاحب کوڑی تو دور کی لاتے ہیں مگر ہمکو یہ خیال دامنگیر ہے کہ ڈاکٹر صاحب خود عیسائی رہ کر عیسائی دنیا میں عیسویت کے اصول کو مد نظر رکھکر اس قسم کا شہر آباد کریں !!! عیسائی مائی سہتا لو جی نے کفارہ کی کل ٹھیک بٹھانے کیلئے یہ اصول قرار دیا ہے کہ کوئی شخص بیگناہ قرار دیا جائے تو عیسائیت کا سارا تار و پود کھل جاتا ہے اور یسوع کی صلیب برداری (خواہ اسکو ملعون بنا کر خدا سے قطع تعلق ہی کیوں نہ کرا دے) ایک بیہودہ بات ہو جاتی ہے۔ غرض ڈاکٹر صاحب عیسویت یا پولوسیت کی بنا پر ایسا شہر آباد نہیں کر سکتے اور اگر پادریوں اور کیتھولک فادرز نے اس مسئلہ پر غور کی تو ڈاکٹر صاحب کی سخت مخالفت کریں گے کیونکہ جب گنہگار ہی نہ رہے تو مسیحی قربانی کس مرض کی دوا ٹھیرے گی اور کیتھولک کے یہاں اقرار گناہ کی آمدنی کا صیغہ موقوف ہو جائیگا۔ جبتک کفارہ کا مسئلہ اور صلیب پرستی ہے اسوقت تک ڈاکٹر صاحب کو ایسی کامیابی نہیں ہو سکتی کیونکہ امریکہ کی ثروت اور آزادی خیالات اور اسپر کفارہ کا اصول ہمنوا ہو کر ایک اور تازیانہ ہوا والا معاملہ ہے۔ اور یہی وہ سانپ ہے جو ان ممالک کی فسق و فجور کی زندگی میں کام کر رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اگر واقعی ایسا شہر آباد کرنا چاہتے ہیں تو اسلامی اصول کی بنا پر اور مسیح موعود میں زندہ ایمان اور گناہ سوز فطرت پیدا کرنے والا ایمان لیکر کسر صلیب کے لئے عزم بالجزم کر کے اس شہر کی بنیادی اینٹ بسم اللہ پڑھکر رکھیں تو کامیابی کی ایک راہ نکل سکتی ہے۔ ورنہ صلیب کے سایہ میں ایسا شہر ! ایں خیال ست و محال و جنوں ۔ صلیب پرستی نے انسانی قویٰ کو جو

اخلاق فاضلہ میں برباد کر دیا ہے۔

بریڈلا ہال میں کانگرس انگلستان کے ملحدوں اور دہریوں کے لیڈر مسٹر بریڈلا کی یادگار میں لاہور میں ایک بریڈلا ہال بنایا گیا ہے جس پر تیس ہزار روپیہ صرف ہو گا اسی ہال میں اس سال نیشنل کانگرس کا اجلاس ہوا۔ ایک دہریہ کی یادگار میں اسقدر روپیہ کا خرچ ہندوستان کی **خدا پرست** دنیا کا فوٹو کھینچ لینے کے لیے بالکل کافی ہے آہ! جس قوم کو اور مجلس کو کبھی ایسے شخص پر ناز رہا ہو کہ ایک **دہریہ** اس کی خیالات اور مقاصد کا حامی تھا اور وہ خدا کا وجود منکر صرف مادی اسباب کی بنا پر کامیاب ہو سکتا تھا وہ کب کامیاب ہو سکتی ہے بریڈلا مر گیا مگر اس کی یادگار جو کانگرس کے حامیوں نے بنائی ہے اسکی ناکامی کی تصویر ہمیشہ نئے رنگ میں پیش کرتی رہے گی کاش دنیا میں یہ علم پیدا ہو کہ

خدا بڑی دولت ہے

اور خدا داری چہ غم داری ہی اصل بات ہے۔

باب عالی اور سود

اخبار عام میں ہمکو یہ خبر پڑھکر سخت افسوس اور تعجب ہوا کہ باب عالی نے حکم دیا ہے کہ حجاز ریلوے کیلئے جو چندہ فراہم ہوا اسکو شاہی بنک عثمانیہ میں داخل کریں اور جبتک خرچ ہو اس رقم پر سود فیصدی کے حساب اڑادی جاوے۔ ایڈیٹر اخبار عام نے ریمارک کیا ہے کہ اس سے ظاہر ہے کہ سود بعض امور میں جائز بھی ہو سکتا ہے یورپ کی آب وہوا کا تقاضا ہے جیسے ڈاڑھی کا منڈانا اس ریمارک کا جواب ٹرکی کے مداح اور ثناخوان اخبار ضرور دیں اور ہم کو تو یہ دو نو حرکتیں سخت ناپسند ہیں سود کی حرمت کسی حالت میں بھی حلت کا لباس نہیں پہن سکتی اور یوں کوئی آدمی خواہ وہ سلطان روم ہی کیوں نہ ہو اس کا کوئی عمل اسلام کی شریعت حقہ کو بدل نہیں سکتا۔

امیر کابل اور مسیحی مشنری

اخبار اللوا لکھتا ہے کہ حال ہیں دربار افغانستان کے ایک ہندوستانی اعلی عہدہ دار نے ایک مراسلہ بھیجا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیحی مشنریوں نے امیر کابل سے یہ التجا کی ہے کہ ہمیں سرزمین افغانستان میں داخل ہونیکی اجازت عطا فرمائی جاوے۔ ہمارا غرض صرف اسقدر ہے کہ وحشی اقوام میں تہذیب و شایستگی پھیلائیں اور علوم و فنون کا رواج دیں۔ دوسری اسلامی گورنمنٹوں میں ہم مشنریوں کو کامل آزادی عطا کی گئی ہے۔ جہاں ہم نہایت عزت و نیکی اور خلوص سے اسبابت کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے کہ وہاں سے ہمنے جہالت کسالت اور کہالت کو معدوم کر دیا۔ اور یورپین تہذیب و شایستگی کا رواج دیدیا جس سے سارا ملک علم کی روشنی اور جدوجہد سے منور اور سرسبز ہو گیا ہے۔ کیا ہز ہائینس ہم کو ایسے عمدہ اغراض جو محض ہمدردی بنی نوع پر مبنی ہیں شائع کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

جناب امیر کابل نے یہ لطف آمیز جواب دیا کہ۔

بلاشبہ ہمارے افغان مذہب اسلام کے پورے پابند ہیں وہ پادریوں اور یورپین تاجروں سے سخت نفرت کرتے ہیں کیونکہ افغانی قوم کا یہ خیال ہے کہ وہ صرف اس غرض سے مشرقی بلاد میں داخل ہوا کرتے ہیں کہ فتنہ و فساد ملک میں برپا کریں۔ استقلال اور خودمختاری کی بنیاد کو کھودیں ان کے ملک چھین لیں رعایا کو ذلیل و خوار کریں۔ انکی آزادی برباد کریں اور تعلیم و تربیت تہذیب و شایستگی اور دعوے تجارت اس پھندے کا نام ہے جو مشرقی اقوام کے پھانسنے کے لئے تیار کر رکھا ہے تم دعوی کرتے ہو کہ ہم کو دوسری اسلامی حکومتوں میں آزادی عطا کی گئی ہے۔ ہاں میں تمہارے زعم کو تسلیم کرتا ہوں لیکن میں اسبات کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ تم وہاں صلح اور امن پسندی کر رہے ہو کیونکہ خلاف اسکے بہت سے شواہد پائے جاتے ہیں۔ ارمن اور کریٹ کے بانی فساد کون ہیں؟ سلطنت چین کی موجودہ فساد کے محرک کون ہیں۔

اگر تمہاری درخواست صرف نیک نیتی پر مبنی ہے اور بلحاظ ہمدردی انسانی ہماری قوم کی اصلاح اور تربیت کرنا چاہتے ہیں تو میں تم کو ایک مفید اور کارآمد تجویز بتلاتا ہوں کہ اگر تم افغانستان میں بذات خود آؤ تو تم کو تکلیف گوارا کرنی پڑے گی۔ ادھر وطن کو دور۔ ادھر اہل و عیال سے مجبور۔ ہاں تم کو تجویز پر عملدرآمد کرو کہ مالی اور نقدی تائید ہمارے ملاؤں کو دیا کرو تو وہ بیشک تعلیم و تربیت اور اصلاح قوم میں کوشش کریں گے۔ پھر تو تمہارا مدعا بغیر مشقت کے حاصل ہو سکتا ہے۔ البتہ تمہارا فرض منصبی یہ ہے کہ تم یورپ کے ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جو جوا مکاری۔ فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں اور جنکی سیہ کاری اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ گویا وہ مطلق العنان ہو گئے ہیں ان کو دین و مذہب سے تعلق ہی نہیں۔

اول اپنی قوم کی اصلاح کرو پھر دوسری طرف متوجہ ہو۔

ملک کا فائدہ

وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ کی یہ رائے قابل تعریف ہے کہ عام لوگ اور خاص لوگ جھگڑوں سے نفرت کریں اور مقدمہ بازی سے باز آویں اور پنچایتی سسٹم کو پسند کریں دیسی دستکاریوں کو ترقی دیں ملک میں آپ باشتی کے وسائل بڑھائیں سرکار کو امن کے قائم رکھنے اور جرائم کے روکنے میں مدد دیں اپنی اولاد کو مہذب اور نیک چلن بنائیں اور ممنوعات اور منہیات کے نزدیک بھی نہ جانے دیں۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

۲۳ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ نے مندرجہ ذیل وعظ بیان فرمایا
(ایڈیٹر)

یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ

اس سے پیشتر کہ میں کہ اس آیۃ شریف کے معنی بیان کروں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ اگر انسان دور اندیشی اور فکر سے کام لے تو ہر ایک جگہ اسکو واعظ مل سکتا ہے اپنے گرد و پیش کے نظارے اسکو بتلا سکتے ہیں کہ مولیٰ کریم کی رضا جوئی اور فرمانبرداری کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اور اس کے احکام کی خلاف ورزی کیا رنگ لاتی ہے۔ ہر ایک گھر کے پاس ضروری ہوتا ہے کہ ایک اجڑا ہوا گھر بھی ہو تا کہ اس تو آباد کو سبق ملتا رہے کہ حد اعتدال سے گذر جانا اور قوانین شریعت کی پابندی نہ کرنا یوں اجاڑ دیا کرتی ہے۔ یہ نشان ہر جگہ برابر ملے گا۔ غرض ہر شہر میں آباد کرنے کا رنگ بھی موجود ہے اور اجاڑ دینے کا نمونہ بھی۔

یہی مسجد جسمیں ہم بیٹھے ہیں (حضرت اقدس کی مسجد اقصیٰ) اس کی بابت ایک بات سناتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے والد صاحب نے جب اس مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ اسکو ایک کنال زمین میں بناؤں۔ اس مسجد کے ارد گرد جسقدر مکان آپ لوگ دیکھتے ہیں دراصل یہ مسجد ہی کی زمین میں ہیں۔ لوگوں نے جب آپ کی یہ تجویز اور رائے سنی تو کہا کہ اگر ساری قادیان کے لوگ بھی عید کے لئے اسمیں جمع ہوں تب بھی محسوس نہ ہوں گے۔ مگر انھوں نے کہا کیا کروں میرے دل میں کچھ ایسا ہی آتا ہے کہ اسکو ایک کنال زمین میں بناؤں۔ خیر وہ وقت تو گذر گیا لیکن اب میں کہتا ہوں کہ ہم نے آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ یہ مسجد ایک کنال زمین میں بھی ہمارے اجتماع کے وقت کافی نہیں۔ غرض اللہ تعالےٰ کی عادت اور سنۃ اسی طرح پر ہے کہ وہ آباد بھی کرتا ہے اور جب اسکی تعلیمات کی خلاف ورزی کی جاتی ہے تو اجاڑ بھی دیتا ہے۔ اور اس ویرانی اور آبادی کے نظارے ہر جگہ دانشمند انسان کو سبق دینے کے لئے موجود ہیں فَنَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ سے صاف پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلند صدا سے بتلا دیا ہے کہ تمنے بہت سی قوموں کے اوجاڑ اور بنجارہن کو دیکھا ہے اب ہم دیکھیں گے کہ تمہارا عملدرآمد کیا ہے۔ جبکہ یہ ایک ضروری بات ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن کریم میں جسقدر قصص مذکور ہے ہیں ان نبیوں کے ہیں جہاں جہاں نبی کریم ؐ گئے اور آپ کے صحابہ کرام رضؓ نے پہنچنا تھا۔ اور یہ بات ایسی خصوصیات کے لئے ہے۔ ورنہ قرآن کریم تو صاف فرماتا وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْہَا نَذِیْرٌ یعنی کوئی امت ایسی نہیں جسمیں خدا کی طرف سے ایک ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ ایک طرف تو یہ حال ہے کہ کوئی قوم اور کوئی بستی نہیں جس میں اللہ تعالےٰ کا مامور نہ آیا ہو دوسری طرف بہت سے ایسے رسول بھی گذرے ہیں جنکا ذکر قرآن مجید میں نہیں فرمایا تو ایک غور طلب بات ہے کہ کیا وجہ ہے کہ قرآن کریم انبیاء علیہم السلام کے ذکر کو بعض اور بعض کے اندر محدود کرتا ہے۔ مجھے یہ بات بتلائی گئی ہے کہ ان ہی نبیوں کا ذکر قرآن نے فرمایا ہے جنکے بلاد میں نافرمانوں اور فرمانبرداروں کے نشانات صحابہ کرام کے لئے موجود ہیں اور جہاں پیغمبر خداؐ نے کامیابی حاصل کرنی تھی اور صحابہ کرام نے دیکھ لینا تھا لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ صحابہ وہاں پر پہونچے انکا نمونہ یہ تھا کہ نبی کی مخالفت اور متابعت کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اب جبکہ ہر جگہ واعظ موجود ہو تو

مجلس وعظ رفتن خبط است
مرگ ہمسایہ واعظ تو بس است

یہاں قادیان میں جہاں سے اب گھر بنایا ہے وہاں حکام کی ڈیوڑھی تھی۔ اور جہاں اپنے شہر میں گھر بنایا تھا وہ ایک باغ تھا جسکے پھل میں خود بھی کھا چکا ہوں۔ اور مجھے یہ نصیحت برابر ملتی رہتی ہے سَكَنْتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ یعنی ہم نے تم کو ایسے لوگوں کے مکانات میں آباد کیا ہے جنکے کھنڈرات ہر وقت یہ آواز دیتے رہتے ہیں کہ خدا کی نافرمانی کیا کیا کر سکتی ہے۔ پس میں پھر یہی کہتا ہوں کہ بہت وعظ سننا اس کا منشا وہی ہے جو کھنڈرات اور ویران شدہ جگہوں کے دیکھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ تاریخدان اگر دنیا کی تاریخ کی ورق گردانی کرے تو اسکو معلوم ہو جاویگا کہ دنیا میں کس طرح کے لوگ آئے اور کوچ کر گئے۔ اس لئے میں اس سے پیشتر کہ ترجمہ کرنا یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ ہر شخص کے لئے نصیحت اور عبرت موجود ہے مگر ہاں دیکھنے والے آنکھ اور سننے والے کان اور غور کرنے والا دل ہو۔ بھلوں اور بروں کے نشانات سے جو سبق ملتا ہے اسکو عبرت کی نظر سے دیکھو۔

سنو! جبکہ یہ بات ہے پھر قرآن شریف جو رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ کے درجہ پر پہونچانا چاہتا ہے یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے ایک چوکیدار اگر راضی ہے تو گھر والا کسقدر خوشی اور ناز میں رہتا ہے اور اگر ایک ڈپٹی انسپکٹر پولیس اسکا حامی ہو تو پھر اپنے آپ کو کیا کچھ سمجھتا ہے۔ تم نے بھی بہت سے نقطے سنے ہوں گے ایسے اچھے ستین کہہ اٹھتے ہیں فلاں شخص ہمارا دوست ہے اسکو کہہ کر فلاں کو گرفتار کرا دیں گے نوکری کے لئے سفارش کر دیں گے چہ جائیکہ

صوبہ کے حاکم یا بادشاہ کے ساتھ تعلق ہو۔ پس وہ احکم الحاکمین مولا کریم تو ذرہ ذرہ پر حاکم ہے جہاں دابہ کی دابہ بھی برداشت نہیں کرتی کہ اگر وہ راضی ہو جاوے تو کسقدر خوشحالی پیدا ہو سکتی ہے اسی بنا پر وہ دعویٰ ہے جو آج بہت سے بھائیوں نے سنا ہوگا کہ دنیا کا نور میں ہوں۔ میں دنیا کا فاتح ہوں میرا مقابلہ کون کرسکتا ہے وغیرہ وغیرہ کیا یہ کوئی انسان باوجود اپنی ہمہ ضعف و ناتوانی کے کہہ سکتا ہے جو ذرا ذرا سی باتوں کا محتاج ہے عجز کا تو یہ حال ہے اور طاقت کی وہ نمونہ!! یہ طاقت کہاں سے آئی ہے غور تو کرو اسکا منبع وہی ہے ورضوان من اللہ اکبر

سارے دنیا پرست۔ دنیا کے کتے۔ سارے دنیا کے حکمران سب اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے محتاج رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اگر حامی و مددگار ہو تو کسی کی دشمنی اثر نہیں کرسکتی میں نے وہ آدمی بھی دیکھے ہیں جو دستخط کراتے ہوئے اور کسیکی بھلائی یا برائی کا فیصلہ کراتے ہوئے قلم آگے پیش کیا ہے اور جان نکل گئی ہے خدا کی بڑی بڑی عظیم الشان طاقتیں ہیں جو وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی ہیں ایک آن میں لاکھوں لاکھ پیدا کرسکتا ہے اور فنا کرسکتا ہے۔ نبی کریم صلعم کے معاملہ میں بھی ناعاقبت اندیش نفی کرنے والے منکروں نے جتھہ جمع کیا اور منصوبہ کیا کہ ہم اسکو نیست و نابود کریں گے اور خاک میں ملا دینگے اس ناتوانی کی حالت میں نبی کریم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ صدا پہونچی فسینفقونها ثم تکون علیهم حسرة ثم یغلبون۔ تیرے مقابلہ میں یہ صنادید مکہ بڑے بڑے مدبر اور منصوبہ باز مال خرچ کریں گے لیکن تکون علیهم حسرة پھر یہ سارا مال ان کے لئے حسرت و افسوس کا موجب ہوگا افسوس تو اسلئے ہوگا کہ مال بھی خرچ کیا اور ناکامی کا داغ بھی لگا۔ مگر یہاں تک ہی انتہا نہیں ابھی ایک اور ذلت ان کے لئے باقی ہے ثم یغلبون پھر مغلوب ہوکر ذلت کی موت مریں گے۔

اب دیکھو حالت تو یہ ہے کہ نبی کریم صلعم شہر میں پوری آزادی کے ساتھ کھلکر نکل نہیں سکتے۔ اور نکلے ہیں تو شہر سے باہر ایک ایسے غار میں جو خطرناک جگہ ہے چھپے ہیں۔ اس پر یہ دعویٰ ہے ثم یغلبون کیا معنی تیرے دشمن ذلت اور ناکامی اور حسرت کی موت مریں گے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ کی وہ ذات پاک ہے کہ جسپر وہ راضی ہو جاوے اسکی بات عظیم الشان بات دکھلاتی ہے لیکن اگر وہ راضی نہ ہو تو اسکی کوئی محنت اور کوشش کام نہیں دیتی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ مخالف اپنی اولاد۔ مال۔ سب رسم و رواج۔ سب رسول کریم صلعم کو دے بیٹھے۔ پھر دیکھو کس زور سے اذان میں کہا جاتا ہے اللہ اکبر یعنی اللہ تعالیٰ ہر گھمنڈی کا گھمنڈ توڑ سکتا ہے ہر منصوبہ باز اور ہر منصوبہ ساز کے ارادہ کو اظہار سے پہلے ہی تباہ کرسکتا ہے اس بھید کی کلید یہ آیت ہے جو میں نے پڑھی ہے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ

یعنی مومنو اللہ تعالیٰ کو اپنا سپر بناؤ۔ دکھوں سے بچنے کے لئے اور مشکلات اور مصائب سے رہائی پانے کے لئے یہی ایک گر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا سپر بنالو۔ وہ اگر حامی اور مددگار ہو تو پھر کوئی دشمن باقی رہ نہیں سکتا وہ سب کو ناکام اور نامراد کردے گا لیکن اب یہ غور طلب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سپر کسطرح بنایا جاوے ایک آدمی منہ سے تو کہتا ہے کہ اے اللہ تو مجھکو بچا۔ پھر دل میں برے برے منصوبے باندھتا ہے۔ اور ایک اور شخص ہے جو دل سے منصوبے نہیں باندھتا لیکن زبان سے بھی کچھ نہیں کہتا یہ کوئی طریق سپر بنانے کا نہیں ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے حق تقاتہ جو سپر بنانے کا حق ہے اسطرح پر سپر بناؤ۔ سپر بنانے کا حق یوں ہوتا ہے کہ خدا کی رضا کو حاصل کرے۔ لیکن اب یہ ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ رضا حاصل کیونکر ہو؟ انسان جبکہ دوسرے انسان کی رضامندی کی راہ کو باوجودیکہ وہ کھانے پینے میں اس سے ایک قرب اور رشتہ بہت رکھتا ہے اور جنسیت کے لحاظ سے بھی ایک مشابہت اور علاقہ رکھتا ہے معلوم نہیں کرسکتا تو اللہ تعالیٰ جو ورا الورا ہستی ہے اسکی رضامندی کی راہ کو کیونکر معلوم کرے؟ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی راہ جیسا کہ نادان برہمو کہتا ہے بودی اور کمزور عقل اور محدود اور ناکافی تجربہ سے ہرگز معلوم نہیں ہوسکتی اگر ایسا ہوتا تو پھر دنیا میں رنج اور غم کیوں موجود ہوتا؟ پس معلوم ہوا کہ اللہ کی رضامندی کی راہ اسوقت تک معلوم نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ خود نہ بتلاوے۔ مگر پھر معاً یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو غنی عن العالمین ہے وہ کوئی محتاج نہیں ہے پھر کیا تدبیر اور سبیل کی جاوے کہ اس رضا کی باتوں کا پتہ لگ جاوے جنپر عملدرآمد کرنے سے سچا تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سپر ہو جاتا ہے اور ہر قسم کی کامیابیاں عطا فرماتا ہے + اور یہ بات بھی ساتھ ہی ہے کہ کیا وہ ہر ایک کو بتلاتا ہے کہ میں یوں راضی ہو جاؤں گا جب ہم غور سے دیکھتے ہیں تو یہ بھی اسکی عادت نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ خدا کو راضی کرنے کی راہ بدوں اسکے بتلائے معلوم نہیں ہوسکتی جسکے لئے خاص فرشتے خاص بندے مقرر کئے ہیں جنکے ذریعہ وہ آگاہ کرتا ہے وہ رسل اور رسول ہوتے ہیں وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ خدا کی بات کہتے ہیں۔ باقی دارد۔

دلچسپ خبریں

بذریعہ ٹیلیفون غنودگی میں لانا - ناظرین میزمرزم کے فن سے واقف ہو چکے ہیں جو انسان کے جسم کی برقی طاقت پر اثر پیدا کرنے سے اسکو غنودگی میں لاکر عجیب و غریب حالات دریافت کرنے سے تعلق رکھتا ہے - اب اس فن کے ماہر جونقت سی لگ نے بذریعہ ٹیلیفون یہ اثر پیدا کرنے کا طریق دریافت کیا ہے - جب لوگوں نے اسکی نسبت شبہ کیا تو مسٹر لگ نے تین میلوں کے فاصلہ پر بعض اشخاص کو متاثر کیا - اور انسے پولیٹیکل تقریریں کرائیں اور شبہ کرنیوالے جو کچھ کہتے گئے ان سے برابر اسکی تعمیل کراتا رہا -

ایڈیسن اور نپولین میں مشابہت علم برقی کے ایک ماہر نے ایڈیسن اور نپولین اول کی ظاہری شکل میں عجیب مشابہت ظاہر کی ہے مگر انکی اندرونی طاقتوں کا تذکرہ نہیں کیا حالانکہ دونوں کو اپنی اپنی فتوحات میں نمایاں کامیابی ہوئی - مگر نیند کو دور رکھنے کی قابلیت کے لحاظ سے انمیں بہت بھاری مساوات ہے - کیونکہ جب کبھی نپولین میدان کارزار میں ہوتا تھا کئی دنوں اور راتوں تک نہیں سوتا تھا - اور اسی طرح جب کبھی ایڈیسن کو کوئی مسئلہ حل کرنا پڑتا ہے تو بہت عرصہ تک جاگتا رہتا ہے حتی کہ ایک دفعہ چار دن اور راتیں متواتر کام کرتا رہا تھا - اور اس کے بعد چھبیس گھنٹے سویا رہا -

درندوں سے نقصان پچھلے سال ہندوستان میں ستائیس ہزار پانچسو ستاسی آدمی اور قریباً ایک لاکھ مویشی سانپوں اور جنگلی درندوں نے ہلاک کئے - اور پچانویں ہزار سانپ اور اکتیس ہزار جنگلی درندے ہلاک کرانے پر دس ہزار چار سو روپیہ خرچ ہوا

سرمائی بارشیں - ان ایام کی سرمائی بارشیں عالمگیر ثابت ہوئی ہیں کشمیر سے لیکر میرٹھ آگرہ - اور بنارس تک خوب ژالہ باری ہوئی ہے -

طاعون کا خوف ضلع پٹنہ سے قریباً دس ہزار آدمی طاعون کے خوف سے بھاگ گئے ہیں -

عجیب دفینہ - اٹلی کے مشہور کوہ آتش فشاں سو سو مہ و سو ویس کے شرقی جانب کو کھودتے ہوئے ایک سالم پختہ عظیم الشان عمارت بر آمد ہوئی ہے - اس کے بچیس کمرے صحیح و سالم بر آمد ہو چکے ہیں - جنکی دیواریں قدیم زمانہ کے رنگ و روغن سے مزین ہیں - انکی پائیداری کو دیکھنے سے حیرت پیدا ہوتی ہے - عجائب گاہ برلن کا ڈائرکٹر اسکو دیکھنے کے لئے بھیجا گیا ہے - شہنشاہ جرمنی ان دیواروں کے لیجانے کے واسطے ایک لاکھ پونڈ دینا چاہتے ہیں تاکہ اسکا امتحان کرانے سے اسکے اجزا کا پتہ لگائیں -

قحط کی نسبت رائے - لارڈ ایلجن سابق ویسرائے ہند نے ولایت میں دوران لکچر میں بیان کیا کہ ہندوستان میں قحط کمی غلہ کے باعث نہیں پڑتا بلکہ ہر قسم کے اجناس کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے - مگر لوگوں کو مزدوری نہیں ملتی - اسلئے فالتو آبادی کو نئی بستیوں میں بھیجنے کا انتظام کیا جائے تو شاید بہتر ہو - آبپاشی کی بدولت پیداوار اس کثرت کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہندوستان کا غلہ ممالک غیر کو بھیجا جاتا ہے اگر لوگوں کو مزدوری مل سکے تو قحط کی شکایت رفع ہو سکتی ہے -

فرانسیسیوں کی سکھاشاہی - ٹیونس میں فرانسیسیوں نے عجیب سکھاشاہی مچا رکھی ہے - اندنوں اس ملک میں بہت فرانسیسی خاندان آباد ہو رہے ہیں - جو اصلی باشندوں کے مویشی پیٹ بھرنے کیلئے مویشی میں کام میں لاتے ہیں - ورنظلوموں کی فریاد کوئی نہیں سنتا - وہاں کی دیسیوں کی تیار فصلوں تک چھین لیتے ہیں - ٹیونس کے کسی شخص کو فوج میں بھرتی ہونے کا حق نہیں ہے - اور کوشش کی جاتی ہے کہ اس ملک کا کوئی باشندہ مالک اراضیات نہ رہے - اور ان سے ادنا خدمات بجائیں - اسلئے یہ لوگ خانہ بدوش ہو کر مصر میں آباد ہوتے جاتے ہیں -

روس میں ہندی زبان - وسط ایشیا کی روسی افواج کی افسر جنکو ہندوستانی زبان کا امتحان پاس کرنیکی تاکید کیجاتی ہے افسر جنکو نصف سال کی تنخواہیں لیکر ہندوستان جانیکا حکم ہوا کہ جہاں ابتدئی امتحان پاس کرنیکے تمام مصارف سرکار کیطرف سے ملینگے - گورنمنٹ سے تاکید کی گئی ہے کہ جو رہی اہالیان ہند کو انکی کسی قسم ملٹری کاروائی سے واقف ہونے نہ پائیں -

بیعت

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَانْتَهٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ

غفور خاں صاحب - بلب گڑھ ضلع دہلی
محمد امیر خاں صاحب حکیم الطاف حسین صاحب
شیخ غلام نبی صاحب ریس ستہارہ ضلع لدھیانہ
محمد سلیمان صاحب - بھادلہ
محمد بخش صاحب - دار الامان قادیان
عزیز اللہ صاحب امرتسر گڑھ جہاں سنگھ
نور الٰہی بخش صاحب "
جنگی صاحب لال پور ضلع امرتسر
میراں بخش صاحب - چراغ شاہ صاحب خلیل
فیروز الدین صاحب - عبد العزیز صاحب
سلطان محمد صاحب - ساکنان سیالکوٹ
بوٹا شاہ صاحب اونچا پنڈ ضلع گورداسپور
نتھیاں بھگو صاحب - ہرسیاں
فضل الدین صاحب عرضی نویس - خان فتح "
بیاں سندھی صاحب کمیتیاں سکے "
میاں عبداللہ شاہ صاحب - ببریاں "
مہتاب خاں صاحب خان فتح "
الٰہی بخش صاحب ببیل چک "
شیخ عبد العزیز صاحب نخد غلام نبی "
سردار شاہ صاحب جافل پور "
میاں اسمٰعیل صاحب - پیرو شاہ "
میاں مہتاب صاحب - کالیہ "
حافظ محمد ابراہیم صاحب مکووال - انبالہ
برکت شاہ صاحب تکھے وال "
عظیم بخش صاحب مکووال "
کرم بخش صاحب کھنگا - ہوشیارپور
اللہ دتا صاحب مدرس مڈل سکول - قلعہ سوبھا سنگھ گوجرانوالہ
محمد ظہیر الدین صاحب - ادوب "
جلال الدین صاحب - امین آباد "
کرامت خاں صاحب یاڑی پورہ کشمیر
مولوی عبد العزیز صاحب سامانہ ریاست پٹیالہ
حال اہلمد کلکٹری سہارنپور محلہ الصناع
پیر جمال الدین صاحب نعمانی جیالی - ناظر دار الریاست - پیکان حافظ نثار حسین صاحب
ملک اودھ - فتح محمد خاں صاحب ایڈیٹر
فضل شاہ صاحب مہاسوی ضلع ہزارہ
پیر بخش صاحب کھنگا ضلع ہوشیارپور

الراقم سراج الحق نعمانی احمدی

ضمیمہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رپورٹ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دارالامان

شاید شروع میں یہ عذر کر دینا غیر مناسب نہیں کہ یہ رپورٹ مدرسہ تعلیم الاسلام کی گذشتہ تین سال کی رپورٹ ہے ان وجوہات کے بیان کرنے کی میں ضرورت نہیں دیکھتا جنکے باعث مجلس منتظمہ سال بسال اس فریضہ کے ادا کرنے سے قاصر رہی لیکن امید کیجاتی ہے کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر سال اس دسمبر کے جلسے میں مدرسہ کی سالانہ رپورٹ اپنی تمام بنا ئیوں کے سامنے پیش ہوا کرے گی۔

واضح ہو کہ اول بنا اس مدرسہ کی وہ اشتہار ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۵ ستمبر ۱۸۹۷ء کو قادیاں میں ایک مڈل سکول یا بشرط وسعت سرمایہ انٹرنس سکول کھولنے کے لئے مشتہر فرمایا تھا جس سے ہمارے بھائی ناواقف نہ ہونگے۔ اس اشتہار میں حضرت اقدس نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ وہ خود ایک سلسلہ کتب کا تالیف کریں گے اگرچہ کام کی کثرت کی وجہ سے جو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کے سپرد کر رکھا ہے یہ خاص سلسلہ کتب کا ابتک تالیف نہیں ہوا لیکن مجلس منتظمہ نے اس سال یہ ارادہ کیا ہے کہ حضرت اقدس کی کتابوں میں سے جو نہایت لطیف مضامین سے پُر ہیں کسیقدر انتخابات کر کے فی الحال اس کمی کو پورا کیا جاوے۔ اور علاوہ ازیں حضرت اقدس نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ آئندہ حضرت مولوی نورالدین صاحب و مولنا مولوی عبدالکریم صاحب ایک حصہ وقت کا خاص طور پر دینی تعلیم کے لئے مدرسہ میں دیا کریں اور یہ علاوہ اس دینی تعلیم کے ہوگا جو پہلے لازمی طور پر دیجاتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان دو باتوں کے جاری ہونے پر یہ مدرسہ علاوہ ان تمام باتوں کے جنکی وجہ سے یہ معمولی مدرسوں پر فخر کرنے کا حق رکھتا ہے اپنے سٹاف اور کتب تدریس کا فخر بھی حاصل کر لے گا۔

اس اشتہار کی بنا پر اور کسیقدر چندہ کی فراہمی پر بموجب ارشاد حضرت امام الزمان علیہ السلام ایک خاص سب کمیٹی ۲۷ دسمبر ۱۸۹۷ء کو ہوئی جسنے ایک مجلس منتظمہ امور انتظامی کے لئے قائم کی اور چند عہدے دار بھی انتخاب کئے۔ اس کمیٹی نے یہ بھی تجویز کیا کہ ایک پرائمری سکول یکم جنوری سے کھولا جاوے اور اس کا نام حسب ارشاد حضرت اقدس مدرسہ تعلیم الاسلام رکھا جائے۔ ۵ مئی ۱۸۹۸ء کو بذریعہ رزولیوشن ۱۰۱ اعلان کیا گیا کہ مدرسہ سیکنڈ مڈل تک کھلا ہوا ہے اور انٹرنس کلاس فروری ۱۹۰۰ء میں کھولی گئی۔

حال میں مدرسہ کی بہتری کی بعض مفید تجاویز عمل میں آئیں۔ چنانچہ رزولیوشن ۳۰۲ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۰۰ء کے رو سے نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کو مدرسہ تعلیم الاسلام کو ایک ہزار روپیہ سالانہ کی مدد دینے کے وعدہ پر با اختیارات ذیل ڈائرکٹر مدرسہ ہذا مقرر کیا گیا۔

۱- عـ۱۵ روپیہ ماہوار سے زیادہ تنخواہ کے ملازمین کی تقرری اور موقوفی ڈائرکٹر صاحب کی منظوری کے بغیر نہ ہو گی۔

۲- عمارت یا متفرق اخراجات کے لئے پچاس روپیہ سے زیادہ خرچ کرنے کیلئے ڈائرکٹر صاحب کی منظوری

ضروری ہوگی۔

۳۔ بجٹ کی منظوری عدم موجودگی کونسل ٹرسٹیاں میں ڈائرکٹر صاحب کریں گے۔

۴۔ مکانات کے نقشوں میں ڈائرکٹر صاحب کا مشورہ لیا جائیگا اور انکی رائے کو ترجیح دیجائے گی۔

۵۔ سکیم میں اگر ڈائرکٹر صاحب کوئی مناسب ترمیم کریں تو کمیٹی اس کو منظور کرے گی۔

۶۔ انسپکٹر مدرسہ نایب ڈائرکٹر تصور ہوگا اور ڈائرکٹر صاحب کو اختیار ہوگا کہ اگر کوئی دقت دیکھیں تو مناسب ہدایات دیکر انسپکٹر کو معاینہ مدرسہ کی ہدایت کریں۔

۷۔ مدرسہ کی مفصل رپورٹ ڈائرکٹر صاحب کے پاس پہونچتی رہے گی۔

۸۔ ڈائرکٹر صاحب کی رائے متعلق مدرسہ پر خاص توجہ ہوا کرے گی۔

ایک اور مفید تجویز جو عمل میں آئی ہے۔ وہ کمیٹی کی رزولیوشن ع۲۹۵ مورخہ ۵۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء میں درج ہے۔ اس کے محرک بھی نواب صاحب موصوف ہی ہیں۔ اس کے رو سے ایک کونسل ٹرسٹیاں مقرر کیگئی جس میں وہ لوگ شامل ہوں گے جو مدرسے کو قولی مالی علمی مدد دے سکیں۔ مالی مدد کم از کم ساٹھ روپے سالانہ ہوگی۔ قولی وہ جو پھر کر مدرسہ کے لیے چندہ وصول کریں یا بذریعہ تحریر وغیرہ مدرسے کی مدد کیلئے لوگوں کو توجہ دلادیں اور مفید تجاویز پیش کریں۔ علمی وہ جو مدرسہ کے لئے تصنیفات کرکے کورس بنادیں۔

کونسل ٹرسٹیاں کمیٹی منتظمہ کے اوپر رہے گی۔ بجٹ کی منظوری۔ مجلس منتظمہ کے ممبروں اور عہدداروں کا انتخاب رپورٹ مدرسہ یا مجلس منتظمہ کی کاروائی پر غور کرکے مناسب ہدایات کا جاری کرنا وغیرہ اس کے کام ہوں گے۔

مفصلہ ذیل اصحاب نے اس رزولیوشن کے نیچے کونسل ٹرسٹیاں کے ممبر ہونے کا استحقاق پیدا کر لیا ہے۔ .... ۱۔ نواب محمد علی خاں صاحب مالیر کوٹلہ۔

۲۔ مولوی حکیم نورالدین صاحب۔
۳۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔
۴۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ لاہور
۵۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل پشاور۔
۶۔ ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب لکھنو۔
۷۔ منشی رستم علی صاحب انبالہ۔
۸۔ مولوی عزیز بخش صاحب بی اے ڈیرہ غازیخاں۔
۹۔ منشی محمد بخش صاحب ٹھیکہ دار کڑیانوالہ گجرات۔
۱۰۔ سید محمد رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن۔
۱۱۔ راجہ شیر محمد خاں صاحب بی اے جموں۔
۱۲۔ خواجہ جمال الدین صاحب بی اے جموں۔
۱۳۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جہلم۔
۱۴۔ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالہ۔
۱۵۔ ڈاکٹر رحمت علی صاحب افریقہ۔

آمدنی و خرچ از اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء لغایت نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

	روپیہ	آنہ	پائی
بقایا سنہ ۱۸۹۷ء	۳۴۷	۱۳	۶
کل آمد سنہ ۱۸۹۸ء مع بقایا سنہ ۱۸۹۷ء	۲۲۰۰	۱۴	۵
کل خرچ سنہ ۱۸۹۷ء و سنہ ۱۸۹۸ء	۱۲۴۵	۴	۹
بقایا یکم جنوری سنہ ۱۸۹۹ء	۹۵۵	۹	۸
کل آمد سنہ ۱۸۹۹ء مع بقایا سنہ ۱۸۹۸ء	۲۶۴۸	۱۵	۱۱
کل خرچ سنہ ۱۸۹۹ء	۱۸۱۶	۲	۲
بقایا یکم جنوری سنہ ۱۹۰۰ء	۸۳۲	۱۳	۹
کل آمد سنہ ۱۹۰۰ء ماہ نومبر تک مع بقایا سنہ ۱۸۹۹ء	۲۷۴۸	۲	۳
کل خرچ سنہ ۱۹۰۰ء ماہ نومبر تک	۲۷۹۳	۱۰	۷
قرضہ ذمہ کمیٹی یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء	۴۵	۸	۴

۱۶- شیخ عطا محمد صاحب سب اورسیر بلوچستان-
۱۷- مولوی خدا بخش صاحب شملہ-
۱۸- سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹ-
۱۹- ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے سیالکوٹ-
۲۰- مرزا خدا بخش صاحب قادیان-
۲۱- شیخ یعقوب علی صاحب قادیان-

ان کے علاوہ مجلس منتظمہ کے چار عہدے دار یعنی پریزیڈنٹ- سکرٹری انسپکٹر اور ایگزمنر آف اکونٹس بحیثیت عہدہ کونسل ٹرسٹیاں کے ممبر قرار دیئے گئے-

یہ کل آمد وخرچ تین سال گذشتہ کا ہے- لیکن اس امر کی تصریح بھی ضروری ہے کہ دراصل تین فنڈ علیحدہ علیحدہ تھے جو ضرورتا کے سبب ملا دیئے گئے یعنی عام اغراض- عمارت فنڈ- مسکین فنڈ اس میں موخر الذکر دو فنڈوں کی آمد بہت کم رہی اور خرچ بہت زیادہ- چنانچہ

	پائی	آنہ	روپیہ
آمد عمارت فنڈ سنہ ۱۸۹۸ء	۰	۰	۱۳۷
آمد عمارت فنڈ سنہ ۱۸۹۹ء	۰	۴	۲۳
آمد عمارت فند سنہ ۱۹۰۰ء	۰	۰	۲۴
کل آمد عمارت فنڈ ہر سہ سال	۰	۳	۱۸۴
خرچ عمارت فنڈ سنہ ۱۸۹۸ء	۰	۱۳	۵۰۵
〃 سنہ ۱۸۹۹ء	۰	۱۳	۶۱۴
〃 سنہ ۱۹۰۰ء	۳	۱۲	۹۰۰
تقریباً کل خرچ عمارت فنڈ ہر سہ سال	۹	۶	۲۰۲۱
آمد مساکین فنڈ سنہ ۱۸۹۸ء		۰	۱۰۳
〃 سنہ ۱۸۹۹ء	۹	۱	۲۹
〃 سنہ ۱۹۰۰ء	۰	۱۴	۷
کل آمد ہر سہ سال	۹	۱۵	۱۳۹
اخراجات مساکین فنڈ سنہ ۱۸۹۸ء تقریباً	۲	۶	۳۰
〃 سنہ ۱۸۹۹ء	۳	۲	۵۱
〃 سنہ ۱۹۰۰ء یکم دسمبر تک	۳	۱۳	۱۴۴
کل اخراجات مساکین فنڈ ہر سہ سال-	۸	۵	۲۲۶

یہ اخراجات اور آمدنی پہلے اخراجات اور آمدنی میں شامل ہیں-

ان ہر دو فنڈوں کی آمد سے ظاہر ہوگا کہ کسیقدر آمدنی ان فنڈوں کی پہلے سال میں ہوئی اور اس کے بعد قریباً آمد بند رہی- سکول کے بڑھنے کے ساتھ اخراجات عمارت کا بڑھنا ضروری تھا اور اسی عام فنڈ میں سے روپیہ خرچ کر دیا گیا- کیونکہ بغیر عمارت کے کام نہ چل سکتا تھا- آخری سال میں بوجہ بورڈنگ ہوس کی عمارت کی ضرورت کے قریباً تیرہ ۱۳ سو روپیہ خرچ ہوا ہے کیونکہ ابھی ماہ دسمبر کا خرچ جس میں قریباً تین ۳ سو روپیہ کا بل عمارت کے متعلق پاس ہوا ہے اس خرچ میں شامل نہیں- اور ابھی بورڈنگ ہوس اور مدرسہ کو بہت عمارت کی ضرورت ہے-

نہیں کرسکتا جو آپ کے کھڑا ہونے کی حالت سے دوغنیں پیدا ہوتے تھے تو پھر ایک کمزور انسان کا قلم کیونکر ادا کرے یہ نظارہ دیکھنے ہی کے قابل تھا اور مبارک وہ جنھوں نے دیکھا اور اس سے ایک لذت پائی۔ وہ لوگ جن کے پاس صرف ایک وقائع نگار کی کھینچی ہوئی تصویر کاغذ پر ہے جس میں اندیشہ ہو سکتا ہے کہ کوئی بات رہ گئی ہو یا کوئی اپنے الفاظ میں ہو ان لوگوں کا مقابلہ کیونکر کرسکتی ہے جنکے دل پر خود حجۃ اللہ علی الارض کی آواز اور شکل وصورت نے ایک تصویر حقیقی طور پر کھینچدی ہے۔ ہاں ان دونوں میں سے در اصل سعید اور مبارک اور بیدار بخت وہی انسان ہے جسکو اسپر عمل کرنے کی توفیق ملے

اللھم اجعلنا منھم

آمین

(ایڈیٹر)

وہ تقریر مبارک یوں ہے

دیکھو! میں محض للہ مختصر طور پر چند باتیں سناتا ہوں میری طبیعت اچھی نہیں اور زیادہ باتوں کی حاجت نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ جنکو اللہ تعالیٰ نے نیک اور پاک فطرت عطا فرمائی ہے اور جنکی استعدادیں عمدہ ہیں وہ بہت باتوں کے محتاج نہیں ہوتے۔ اور ایک اشارہ ہی سے اصل مقصد اور مطلب کو سمجھ لیتے اور بات کو پالیتے ہیں ہاں جو لوگ اچھی فطرت اور عمدہ استعداد نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور قدرت پر اعتقاد نہیں رکھتے وہ تو اپنی ہی اغراض کی پیروی کرتے ہیں وہ ایسی پستی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں کہ اگر سب انبیاء علیہم السلام اکٹھے ہوکر ایک ہی وعظ کے منبر پر چڑھکر نصیحت کریں انھیں تب بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یہی وہ سر ہے کہ ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ہوتے ہیں ایک وہ جسکا نام سعید رکھا ہے اور دوسرا وہ جو شقی کہلاتا ہے۔ دونوں فرقے وعظ ونصیحت کے لحاظ سے یکساں طور پر انبیاء علیہم السلام کے سامنے تھے اور اس پاک گروہ نے کبھی کسی سے بخل نہیں کیا پوری طور پر حق نصیحت ادا کیا جیسے سعید دل کے لئے ویسے ہی اشقیا کے لئے۔ مگر سعید قوم کان رکھتی تھی جس سے اس نے سنا آنکھیں رکھتی تھی جس سے دیکھا دل رکھتی تھی جس سے سمجھا۔ مگر اشقیا کا گروہ ایک ایسی قوم تھی جس کے کان نہ تھے جو سنتی۔ اور نہ آنکھیں تھیں جس سے دیکھتی نہ دل تھے جس سے سمجھتی۔ اسی لئے وہ محروم رہی۔

مکہ کی مٹی ایک ہی تھی جس سے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل پیدا ہوئے۔ مکہ وہی مکہ ہے جہاں اب کروڑوں انسان ہر طبقہ اور درجہ کے دنیا کے ہر حصہ سے جمع ہوتے ہیں اسی سرزمین سے یہ دونوں انسان پیدا ہوئے۔ جنمیں سے اول الذکر اپنی سعادت اور رشد کی وجہ سے نہایت پاک صدیقوں کا کمال پاگیا اور دوسرا شرارت جہالت بیجا عداوت اور حق کی مخالفت میں شہرت یافتہ ہے۔

یاد رکھو کمال دو ہی قسم کے ہوتے ہیں ایک رحمانی دوسرا شیطانی۔ رحمانی کمال کے آدمی آسمان پر ایک شہرت اور عزت پاتے ہیں اسی طرح شیطانی کمال کے آدمی شیاطین کی ذریت میں شہرت رکھتے ہیں۔

غرض ایک ہی جگہ دونوں تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کچھ فرق نہیں کیا۔ جو کچھ حکم اللہ تعالیٰ نے دیا وہ سب کا سب یکساں طور پر سب کو پہونچا دیا۔ مگر بد نصیب بد قسمت محروم رہ گئے اور سعید ہدایت پاکر کامل ہوگئے۔ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے بیسیوں نشان دیکھے انوار وبرکات الٰہیہ کو مشاہدہ کیا مگر ان کو کچھ بھی فائدہ نہ ہوا

اب ڈرنے کا مقام ہے

کہ وہ کیا چیز تھی جسنے ابوجہل کو محروم رکھا؟ اس نے ایک عظیم الشان نبی کا زمانہ پایا جس کے لئے نبی ترستے گئے تھے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک ہر ایک کی تمنا تھی مگر انھیں وہ زمانہ ملا اس بدبخت نے وہ زمانہ پایا جو تمام زمانوں سے مبارک تھا مگر کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اس سے صاف ظاہر ہے اور خوف کا مقام ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کو دیکھنے والی آنکھ نہ ہو۔ اس کی سننے والا کان نہ ہو اور اس کے سمجھنے والا دل نہ ہو کوئی شخص کسی نبی اور مامور کی باتوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اصل یہی ہے کہ سرشت میں دو حصے ہوتے ہیں ایک وہ لوگ ہیں جنکے قویٰ عمدہ ہیں اور وہ سعادت اور رشد کے پاجانے کے لئے استعدادوں سے یوں بھرے ہوئے ہوتے ہیں جیسے ایک عطر کا شیشہ لبریز ہوتا ہے۔ تیل اور بتی سب کچھ موجود ہوتا ہے صرف ایک ذراسی آگ کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ ایک ادنا سی تحریک اور رگڑ سے روشن ہو اٹھتی ہے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ

وہ تھا جس کی فطرت میں سعادت کا تیل اور بتی پہلے سے موجود تھے اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم نے اسکو فی الفور مشتعل کرکے روشن کردیا اس نے آپ سے کوئی بحث نہیں کی کوئی نشان اور معجزہ نہ مانگا معاً سنکر صرف اتنا ہی پوچھا کہ کیا آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو بول اٹھے کہ آپ گواہ رہیں میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔

یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ سوال کرنیوالے

حضرت اقدس کا فوٹو کارخانہ محمد معصوم صحت لاہور سے لو۔

مساکین فنڈ کا خرچ پہلے سالوں سے کم رہا ہے کیونکہ مساکین حضرت اقدس کے لنگر سے کھانا کھاتے تھے لیکن گذشتہ پانچ ماہ سے ان مساکین کو کھانا کمیٹی کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ جس سے علاوہ دیگر اخراجات کتب وغیرہ کے صرف ۲۲ روپیہ ماہوار کا مستقل خرچ روٹی کا پڑ گیا ہے۔ لیکن فنڈ میں آمدنی کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ روپیہ بھی عام اغراض فنڈ میں سے دیا گیا ہے۔

پہلے دو سال مدرسہ میں فیس نہ لگائی گئی تھی۔ سال ہذا میں مختلف اوقات میں مختلف ڈپارٹمنٹوں میں فیس لگائی گئی۔ یعنی حصہ مڈل میں یکم جنوری سے۔ فورتھ انٹرنس میں یکم مارچ سے۔ اپر پرائمری میں یکم جولائی سے کل آمدنی فیس کی اس سال میں ۹ ـــ ۴ ـــ ۱۲ تھی۔

اسی سال میں یکم نومبر ۱۹۰۰ء سے ایک شاخ دینیات کی کھولی گئی جس میں خالص دینیات کی تعلیم دیجاتی ہے۔ اس شاخ میں اسوقت سات طالب علم موجود ہیں۔ تعداد طلبا درج رجسٹر ہر سال میں حسب ذیل تھی۔

	شروع سال	آخر سال
۱۸۹۸ء	۴۴	۳۹
۱۸۹۹ء	۵۴	۸۵
۱۹۰۰ء	۸۹	۱۲۴

۱۹۰۰ء میں مڈل میں تین طالبعلم گئے اور تینوں کامیاب ہوئے۔ گذشتہ امتحان مڈل کے نتائج اور سکول کی ابتدائی حالت کو مد نظر رکھکر یہ نتیجہ پنجاب کے اول درجہ کے نتائج میں سے ہے مقابلہ اسی سے ظاہر ہے کہ آریہ سکول قادیان سے دس امیدوار گئے اور ایک کامیاب ہوا۔ اس سال اس مدرسہ سے نو امیدوار امتحان مڈل میں شریک ہوئے ہیں۔

بورڈنگ ہوس۔

اگرچہ بورڈنگ ہوس کی بنا مدرسہ کے ساتھ ہی پڑی لیکن مستقل صورت انتظام بورڈنگ کی مئی ۱۹۰۰ء سے کی گئی۔ اس وقت بورڈنگ ہوس میں ۳۲ بورڈر تھے اور نومبر کے اخیر میں ۳۷۔ کل فیس بورڈنگ ہوس کی سات ماہ میں یعنی مئی سے نومبر تک ۔ــــ ۳ ــــ ۵۸ ہوئی۔

اس رپورٹ کو پیش کر لینے کے بعد اپنے احباب کو مدرسہ کی مالی حالت کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت نہیں۔ اس سلسلہ کا ہر ایک ہی خواہ خود اس ضرورت کو محسوس کریگا۔ جو بجٹ سال ۱۹۰۱ء کے لئے پاس ہوا ہے اس میں قریب ۵۸۰۰ روپیہ کے خرچ کو نسل ٹرسٹیان نے منظور کیا ہے۔ اس رقم کے جمع کرنیکے لئے اور نیز مدرسہ کے لئے ایک مستقل صورت سرمایہ کے بنانے کے لئے مجلس امید کرتی ہے کہ ہمارے تمام بھائی دل و جان سے کوشش کریں گے۔ اور علاوہ ماہوار مستقل چندہ کے باقاعدہ ارسال کرنے کے اس تجویز کو جو عید کے موقعہ کے متعلق سیالکوٹ کے احباب نے کی ہے۔ عمل میں لادیں گے۔

عبد الکریم جائنٹ سکرٹری مجلس منتظمہ

۲۹ر دسمبر ۱۹۰۰ء

ضمیمہ اخبار الحکم قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۱ء

روئداد اجلاس کونسل ٹرسٹیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کونسل ٹرسٹیان کا پہلا اجلاس ۲۹- دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء بروز شنبہ بیت السلام قادیان میں بعد از نماز فجر ہوا- اصحاب ذیل حاضر تھے-

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب- ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب- ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے- سید حامد شاہ صاحب مرزا خدا بخش صاحب- منشی رستم علی صاحب- شیخ یعقوب علی صاحب محمد علی- ایم- اے

اتفاق رائے سے مولوی عبد الکریم صاحب کو اجلاس کا پریزیڈنٹ قرار دیا گیا-

نمبر ۱- قرار پایا کہ کونسل کا اجلاس دارالامان قادیان میں ہوا کرے اور آٹھ ممبروں کا کورم ہو -

نمبر ۲- باتفاق رائے مفصلہ ذیل عہدے دار منتخب کئے گئے-

پریزیڈنٹ - نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ-

وائس پریزیڈنٹ - ۱- حضرت مولوی نور الدین صاحب - ۲- جناب مرزا خدا بخش صاحب-

سکرٹری - حضرت مولوی عبد الکریم صاحب

جائنٹ سکرٹری محمد علی- ایم- اے

نمبر ۳- قرار پایا کہ کونسل کے بڑے بڑے کام بجٹ کی منظوری- ممبران و عہدہ داران مجلس منتظمہ کا انتخاب اور رپورٹ مدرسہ پر غور کرنا ہونگے- علاوہ ان کے کوئی دوسرا اہم معاملہ جو مجلس منتظمہ مناسب سمجھے کونسل میں پیش ہو سکتا ہے-

نمبر ۴- سال آئندہ کے لئے مجلس منتظمہ کے مفصلہ ذیل ممبر قرار دیئے گئے- کل ٹرسٹی- میر ناصر نواب صاحب حکیم فضل الدین صاحب محمد علی مفتی محمد صادق صاحب لاہور- منشی تاج الدین صاحب لاہور- حافظ عبد الغنی صاحب بی اے منشی محمد نواب خاں صاحب تحصیلدار جہلم- سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب حاجی اللہ رکھا مدراس- مرزا نیاز بیگ صاحب کلانور- ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب گڈھ شنکر- شیخ محمد جان صاحب وزیر آباد- ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسر- مولوی غلام حسن صاحب پشاور- سید محمد احسن صاحب امروہی- محمد خاں صاحب کپورتھلہ- خلیفہ نور الدین صاحب جموں- قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانہ- ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام- سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس- ان کے علاوہ سکرٹری کو اختیار ہوگا کہ مجلس منتظمہ کے کسی اجلاس میں حضرت اقدس کے مریدوں میں سے کسی دردوست کو بلالے-

نمبر ۵- سنہ ۱۹۰۱ء کے لئے مفصلہ ذیل عہدے داروں کا انتخاب کیا گیا-

میر مجلس- مولوی حکیم نور الدین صاحب-

نائب میر مجلس- ۱- مولوی عبد الکریم صاحب- ۲- میر ناصر نواب صاحب- ۳- سید محمد احسن صاحب امروہی-

جنرل سکرٹری محمد علی جائنٹ سکرٹری مرزا خدا بخش صاحب۔ اسسٹنٹ سکرٹری شیخ یعقوب علی صاحب اگزیمنر آف اکونٹس۔ منشی تاج الدین صاحب۔ انجینیر۔ میر ناصر نواب صاحب۔ فنانشل سکرٹری۔ مولوی حکیم نورالدین صاحب اسسٹنٹ فنانشل سکرٹری۔ شیخ عبدالرحیم صاحب۔ مہتمم لائبریری۔ حکیم فضل الدین صاحب انسپکٹر مدرسہ محمد علی۔ اسسٹنٹ انسپکٹر مرزا خدا بخش صاحب۔ جنرل انسپکٹر جائداد انجمن میر مرزا خدا بخش سٹورکیپر۔ میر ناصر نواب صاحب۔

عہدہ سپرنٹنڈنٹ مدرسہ کی ضرورت نہ سمجھکر اس عہدے کو موقوف کیا گیا۔

نمبر ۶۔ مدرسہ کی آمد اور خرچ پر بہت بحث اور غور کے بعد قرار پایا کہ مدرسہ میں صرف دو فنڈ علیحدہ رکھے جاویں یعنی عام اغراض کا فنڈ اور مساکین فنڈ۔ اور عمارت فنڈ کو عام اغراض میں شامل سمجھا جاوے۔ مذکورہ بالا دونوں فنڈوں کا آمد اور خرچ علیحدہ علیحدہ دکھایا جاوے اور ہر ایک تحریک چندہ میں یہ تقسیم نظر انداز نہ کی جاوے۔

نمبر ۷۔ سنہ ۱۹۰۱ء کے لئے مفصلہ ذیل بجٹ پاس ہوا۔

عہدہ یا خرچ	ماہوار تنخواہ	گریڈ	خرچ سالانہ
ہیڈ ماسٹر	۵۰ عہ	۷۵ روپیہ	۶۰۰ روپیہ
سیکنڈ ماسٹر	۴۰	۵۵	۴۸۰
تھرڈ ماسٹر	۲۵	۳۵	۳۰۰
فورتھ ماسٹر	۱۷	۲۵	۲۰۴
ناظم پرائمری	۱۵	۳۰	۱۸۰
دویم مدرس پرائمری	۱۰	۱۵	۱۲۰
سویم مدرس پرائمری	۸	۱۲	۹۶
چہارم مدرس پرائمری	۶	۹	۷۲
جونیر سپیشل کلاس ٹیچر	۱۰	۱۵	۱۲۰
اول مدرس دینیات عربی فارسی	۲۰	۳۰	۲۴۰
دویم مدرس ہ	۱۲	۱۷	۱۴۴
سویم مدرس ہ	۸	۱۲	۹۶
مدرس شاخ دینیات	۱۳	۱۸	۱۵۶
چپراسی	۵	۷	۶۰
سقا خاکروب یا خرچ وغیرہ	۵		۶۰
سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس	۵	۸	۶۰
باورچی	۵		۶۰
خرچ دفتر سکرٹری مجلس	۵		۶۰
سامان مدرسہ			۱۵۰
سامان بورڈنگ ہوس			۱۵۰

عہدہ یا خرچ	ماہوار تنخواہ	گریڈ	خرچ سالانہ
چھپوائی کتب			۳۰
عمارت مدرسہ و بورڈنگ ہوس			۱۵۰۰
میزان			۵۳۱۸
مساکین فنڈ			۵۰
کل میزان			۵۸۳۰

خاکسار

محمد علی۔ ایم۔ اے

جائنٹ سکرٹری کونسل ٹرسٹیان

۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھو الشافی الکافی

عجیب و غریب مرہم عیسیٰ

المعروف بہ

مرہم عیسیٰ و مرہم رسل و مرہم حلیحہ

معزز بھائیو! یہ ایک نہایت ہی پُرتاثیر اور نادر مرہم ہے۔ اس مرہم کے طیار کرنے میں سب سے بڑی مشکل تو اس کے اجزا ہم پہونچانے میں ہے۔ کیونکہ اکثر اجزا نادر الحصول ہیں اور اس ملک میں اُنکا دستیاب ہونا مشکل ہے۔ ہم بڑی خرچ کے ساتھہ اس مرہم کو طیار کرتے ہیں اس کو ہر زمانہ کے طبیبوں نے آزمایا اور اس کی اعجازی تاثیرات کے بلا اختلاف سب نے تسلیم کیا حکماء یورپ بھی اس کی عجیبہ خواص کے قائل ہیں خالص یقینی صحیح اور آلایش سے پاک خاص ترکیب کے ساتھہ ہم ہی یہ مرہم تیار کرتے ہیں ایک دفعہ ضرور آزمایش کرکے ضرور رکھئے۔

یہ بینظیر مرہم فوراً جا کے درد پر اثر کرتا ہے

چوٹ۔ ہر ایک زخم۔ جراحات۔ ہر قسم کے خراب پھوڑے طاعون۔ سرطان۔ خنازیر۔ ہر طرح کے ناسور۔ بواسیر خارش۔ گنج۔ بثورات۔ طرح طرح کی جلد کی بیماریاں ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا۔ جانوروں کا کاٹ لینا جل جانا۔ عورات کی خطرناک بیماریاں سرطان رحم وغیرہ کا دنیا بھر میں لاثانی علاج ہے۔

قیمت فی ڈبیہ عہ/

Digitized by Khilafat Library

حبوب یاقوت مرجان مشک مروارید

مفرح مقوی قوی اور ارواح و اعضاء رئیسہ و حافظ صحت۔

انسان کی صحت اور قوت کی حفاظت اور مرض دفع کرنے کے لئے یہ ایک اکسیر گولیاں ہیں حرارت عزیزی سے بہت ہی مناسبت رکھتی ہیں۔ دل۔ دماغ۔ جگر۔ پھیپھڑہ۔ گردہ۔ معدہ۔ کی تقویت کرتی ہیں ضعف ناطاقتی سستی کو دور کرکے جسمی اور روحانی قوت قایم رکھنے کو واقعی اکسیر ہیں۔ زکام۔ بخار۔ اعضا شکنی اسہال غشی۔ ہول دل۔ کثرت سیلان خون ذیابیطس کمزوری مثانہ۔ متعدی اور زہریلے بخارات ہیں یہ گولیاں کثیر النفع اور قوی التاثیر ہیں۔

قیمت ڈبیہ چار روپیے للعہ

کحل الجواہر سرمہ جواہر یا نور افزا

سرمہ اصفہانی ممیران چینی مروارید ناسفتہ مشک ورق طلا وغیرہ مقوی بصر ادویہ سے طیار ہوتا ہے۔ اس کحل الجواہر کے قیمتی اجزا کی خداداد تاثیر اور قدرتی خواص نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ سرمہ فی الحقیقت امراض چشم کے لئے بے نظیر ہے بصارت کو بڑھانا آنکھوں کو طراوت بخشتا اور انہیں روشنی میں چندھیانے سے محفوظ رکھتا تاریکی چشم دھند غبار سرخی پڑوال سبل جالا ناخنہ ڈھلکہ خارش ابتداء سے موتیابند وغیرہ امراض کا حکمی علاج ہے بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو مفید اس کا دائمی استعمال امراض چشم سے محفوظ اور بڑھاپے تک نظر کو قایم رکھتا ہے۔

قیمت فی تولہ تین روپے سے

حلوائے بیضہ مرغ۔

لذیذ مقوی۔ مولد خون صالح مفرح مصلح مادہ تولید۔ مسمن بدن۔

یہ حلوا نہایت لذیذ اعلیٰ درجہ کا مقوی ہے اسکے کھانے سے نظام عصبی و شریانی و عضلاتی کو بیحد طاقت و تحریک ہوتی ہے بدن مضبوط۔ توانا۔ چست۔ جسم وزنی۔ حرارت عزیزی بڑھ جاتی ہے۔ خون صالح و جید گہرے سرخ رنگ کی تولید بکثرت ہوتی قوت رجولیت زیادہ گردہ قوی۔ کمر میں انتہائی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ قیمت فی ڈبیہ عاہ/

دردسر کا فوری علاج

ہر قسم کے سردرد کے لئے یہ ایک اکسیر دوا ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ

کارخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین

براد رلاہو بھاٹی دروازہ سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فایدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے خالص ممیرانی ماشہ عہ معمولی سرمہ فی تولہ ۸ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار بدرخواست کے اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلوالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلوالیہ نے تیار کیا ہے بڑا بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شئے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لایق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔

راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم بی۔ ایم رسا نگلی صاحب ایم۔ بی ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے سرمہ کے فایدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلوالیہ تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمر ۲۴ سال پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ دکھتی رہتی تھیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اُن اشیاء کو جو اُس کے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر محمد حسین خان ایم۔ ایل۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ اہلوالیہ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بیت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلوالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قایم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سند جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا

بہت کم ہدایت پاتے ہیں۔ ہاں حسن ظن اور صبر سے کام لینے والے ہدایت سے پورے طور پر حصہ لیتے ہیں۔ اس کا نمونہ ابو بکر اور ابو جہل دونوں موجود ہیں۔ ابو بکر نے جھگڑا نہ کیا اور نشان نہ مانگے مگر اسکو وہ دیا گیا جو نشان مانگنے والوں کو نہ ملا۔ اس نے نشان پر نشان دیکھے اور خود ایک عظیم الشان نشان بنا۔ ابو جہل نے حجت کی اور مخالفت اور جہالت سے باز نہ آیا ۔ اس نے نشان پر نشان دیکھے مگر دیکھ نہ سکا آخر خود دوسروں کے لئے نشان ہو کر مخالفت ہی میں ہلاک ہوا ۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ جنکی فطرت میں نور ایمان ہے انھیں زیادہ گوئی کی ضرورت نہیں وہ ایک ہی بات سے مطلب پر پہونچ جاتے ہیں ان کے دل میں ایک روشنی ہوتی ہے وہ معًا آواز کے سنتے ہی منور ہو جاتے ہیں اور وہ الٰہی قوت جو ان کے اندر ہوتی ہے اس آواز کو سنکر جوش میں آجاتی ہے اور نشوونما پاتی ہے جنہیں یہ قوت نہیں رہتی وہ محروم رہ کر ہلاک ہو جاتے ہیں یہی طریق شروع سے چلا آیا ہے اب ہر شخص کو غور کرنا چاہیئے کہ اگر کسی زمانہ میں اصلاح کے لئے مامور پیدا ہوتا ہے تو جو لوگ اپنے اندر اس مامور کے لئے قبولیت اور ایمان کا رنگ پاتے ہیں وہ مبارک ہیں لیکن جو اپنے دل میں قبض پاتا ہے اور دل ماننے کی طرف رجوع نہیں کرتا اسکو ڈرنا چاہیئے کہ یہ انجام بد کے آثار ہیں اور محرومی کے اسباب۔

یقینًا سمجھلو اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ جو حق کے قرائن و دلائل دیکھکر نہیں مانتا اور حسن ظن اور صبر سے کام نہیں لیتا اور تلاش رد میں رہتا ہے عمدہ سے عمدہ نشان اور قوی سے قوی دلائل اس کے پاس جاتے ہیں مگر وہ انکو دیکھکر سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ رد کی فکر میں لگ جاتا ہے لا اسکو ڈرنا چاہیئے کہ یہ اشقیا والی عادت ہے اور اہل معرفت

اور نہی عن المنکر سے اس جماعت نے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا ۔ جب انھوں نے اللہ تعالےٰ کا پیام سنا اور مامور من اللہ کی آواز ان کے کان میں پہونچی وہ مخالفت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اور فکر معکوس اور بخل و بے جا عداوت کی وجہ سے اسکی تردید کی فکر میں لگ گئے ۔ پھر اسی پر بس نہیں کی انسان چونکہ ترقی کرتا ہے دوستی ہو یا دشمنی ۔ آخر بڑے بڑے مقابلے اور ناپاک منصوبوں تک نوبت پہونچکر ہلاکت کی گھڑی آجاتی ہے۔

ایسا ہی حال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا ۔ ایک گروہ نے ایمان میں وہ ترقی کی کہ بکریوں کی طرح خدا کے حکم پاکر ذبح ہو گئے اور کچھ پروا نہیں کی کہ بیوی بچوں کا کیا حال ہوگا ۔ انکو کچھ ایسی شراب محبت پلائی کہ لاپرواہ ہو کر جانیں دیدیں ۔ یہ تصرف اس نظارہ کے وقت معلوم ہوتا ہے کہ کسطرح انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی۔

یہ مت خیال کرو ۔ کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا راضی ہو جاتا ہے یہ تو صرف پوست ہے مغز تو اس کے اندر ہے اکثر قانون قدرت یہی ہے کہ ایک چھلکا ہوتا ہے اور مغز اس کے اندر ہوتا ہے چھلکا کوئی کام کی چیز نہیں ہے مغز ہی لیا جاتا ہے ۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں مغز رہتا ہی نہیں اور مرغی کے ہوائی انڈوں کی طرح جنمیں نہ زردی ہوتی ہے اور نہ سفیدی جو کسی کام نہیں آسکتے اور ردی کی طرح پھینکدئے جاتے ہیں ۔ ہاں ایک دو منٹ تک کسی بچہ کے کھیل کا ذریعہ ہو تو ہو اسی طرح وہ انسان جو بیعت اور ایمان کا دعوی کرتا ہے اگر وہ ان دونوں باتوں کا مغز اپنے اندر نہیں رکھتا تو اسے ڈرنا چاہیئے کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ اس ہوائی انڈے کیطرح ذراسی چوٹ سے چکنا چور ہو کر پھینک دیا جاوے گا ۔

اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعوٰی کرتا ہے اسکو ٹٹولنا چاہیئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز ؟ جب تک مغز پیدا نہیں

ایمان ۔ محبت ۔ اطاعت ۔ بیعت ۔ اعتقاد ۔ مریدی ۔ اسلام ۔ کا مدعی سچا مدعی نہیں ہے ۔ یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں ۔ خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں موت کسوقت آجاوے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ مرنا ضرور ہے پس نرے دعوے پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ ۔ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں ۔ جب تک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو پا نہیں سکتا۔

انسان اصل میں انسان سے لیا گیا ہے یعنی جس میں دو حقیقی انس ہوں ایک اللہ تعالےٰ سے دوسرا بنی نوع کی ہمدردی سے جب یہ دونوں انس اسمیں پیدا ہو جاویں اسوقت انسان کہلاتا ہے اور یہی وہ بات ہے جو انسانیت کا مغز کہلاتی ہے اور اسی مقام پر انسان اولو الالباب کہلاتا ہے ۔ جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں ہزار دعوی کرو اور دکھاؤ مگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس کے نبی اور فرشتوں کے نزدیک ہیچ ہے ۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تمام انسان نمونہ کے محتاج ہوتے ہیں اور وہ نمونہ انبیاء علیہم السلام کا وجود ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسبات پر قادر تھا کہ درختوں پر کلام الٰہی لکھا جاتا مگر اس نے جو پیغمبروں کو بھیجا اور ان کی معرفت کلام الٰہی نازل فرمایا اس میں سر یہ تھا کہ تا انسان جلوہ الوہیت کو دیکھے جو پیغمبروں میں ہو کر ظاہر ہوتا ہے پیغمبر الوہیت کے مظہر اور خدا نما ہوتے ہیں پھر سچا مسلمان اور معتقد وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر بنے ۔ صحابہ کرام نے اس راز کو خوب سمجھ لیا تھا اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہوئے اور کھوئے گئے کہ ان کے وجود میں اور کچھ باقی رہا ہی نہیں تھا ۔

ہو کوئی اُنکو دیکھتا تھا اُنکو محبت کے عالم میں پاتا تھا۔ پس یاد رکھو کہ اس زمانہ میں بھی جب تک وہ محبت اور وہ

اطاعت میں گمشدگی پیدا نہ ہوگی جو صحابہ کرام میں پیدا ہوئی تھی۔ مریدوں معتقدوں میں داخل ہونے کا دعویٰ تب ہی سچا اور بجا ہوگا۔ یہ بات اچھی طرح پر اپنے ذہن نشین کر لو کہ جب تک یہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم میں سکونت کرے اور خدا تعالیٰ کے آثار تم میں ظاہر ہوں اُسوقت تک شیطانی حکومت عمل و دخل موجود ہے۔

شیطان۔ جھوٹ۔ ظلم۔ جذبات۔ خون۔ طول امل۔ ریا اور تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے اس کے بالمقابل اخلاق فاضلہ۔ صبر۔ محبت۔ فنافی اللہ۔ اخلاص۔ ایمان۔ فلاح۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دعوتیں ہیں۔ انسان ان دونوں تجاذب میں پڑا ہوا ہے۔ پھر جسکی فطرت نیک ہے اور سعادت کا مادہ اُسمیں رکھا ہوا ہے وہ شیطان کی ہزار دعوتوں اور جذبات کے ہوتے ہوئے بھی اس فطرت رشید۔ سعادت۔ اور سلامتی روی کے مادہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف دوڑتا ہے۔ اور خدا ہی میں اپنی راحت۔ تسلی اور اطمینان کو پاتا ہے۔ مگر ہر چیز کے لئے نشان ضرور ہوتے ہیں جب تک ابھی وہ نشان نہ پائے جائیں وہ معتبر نہیں ہوتی دیکھو ڈاکٹروں کی طبیب تشخیص کرلیتا ہی بنفشہ۔ خیار شنبر ترید میں اگر وہ صفات نہ پائے جائیں جو ایک تجربہ کے بعد نہیں متحقق ہوئے ہیں تو طبیب انکو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے۔ اسی طرح پر ایمان کے نشانات ہیں اللہ تعالیٰ نے انکو بار بار اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ جب ایمان انسان کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی عظمت یعنی جلال۔ تقدس کبریائی۔ قدرت اور سب سے بڑھکر **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کا حقیقی مفہوم داخل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر سکونت اختیار کرتا ہے اور شیطانی زندگی پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور گناہ کی فطرت مر جاتی ہے اُسوقت ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور وہ روحانی زندگی ہوتی ہے۔ یا یہ کہو کہ آسمانی پیدائیش کا پہلا دن وہ ہوتا ہے جب شیطانی زندگی پر موت وارد ہوتی ہے اور روحانی زندگی کا تولد ہوتا ہے جیسے بچہ کا تولد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے **سورۃ الفاتحہ** میں اسی تولد کی طرف ایما فرمایا ہے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ** یہ چاروں صفات اللہ تعالیٰ کی بیان کی گئی ہیں یعنی وہ خدا جس میں تمام محامد پائے جاتے ہیں کوئی خوبی سوچ اور خیال میں نہیں آسکتی جو اللہ تعالیٰ میں نہ پائی جاتی ہو بلکہ انسان کبھی بھی ان محامد اور خوبیوں کو جو اللہ کریم میں پائی جاتی ہیں کبھی بھی شمار نہیں کر سکتا جو خدا اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہی کامل اور سچا خدا ہے اور اسی لئے قرآن کو **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** سے شروع فرمایا ہے دوسری قوموں اور کتابوں نے جس خدا کی طرف دنیا کو دعوت کی ہے وہ کوئی نہ کوئی عیب اپنے اندر رکھتے ہیں کسی کے ہاتھ نہیں کسی کے کان نہیں کوئی تو لنگا ہے کوئی کچھ غرض کوئی نہ کوئی عیب اور روگ موجود ہے۔ مثلاً عیسائیوں نے جسکو خدا بنا رکھا ہے سوچنے والا انسان سوچ سکتا ہے کہ اگر یہ ۱۹۰۰ برس کی مدت اُنکے اس خیالی ڈھکوسلہ پر نہ گذر گئی ہوتی تو کچھ بھی ان کے ہاتھ میں نہیں تھا۔ اب صرف ایک بیہودہ بات کی کہ ۱۹۰۰ برس سے یہ مذہب چلا آتا ہے کوئی دلیل مسیح کی خدائی کی نہیں ہے۔ مسیح کو خدا بنانے والوں کو باوجود اس فلسفہ دانی کے شرم آجاتی اگر سوچتے کہ کیا کبھی عورت کے پیٹ سے معمولی طور پر پیشاب کی راہ پیدا ہونے والا ضعیف و ناتوان بچہ جو کھانے پینے کا محتاج پاخانہ اور پیشاب کی حاجتوں کا پابند تمام انسانی حوائج کا اسیر اور محتاج ہو خدا ہو سکتا ہے؟ صرف اتنی ہی بات ہے کہ پرانی بات ہو کر انھوں نے قائم مقام دلیل کے بنالی ہے جیسے ہندوؤں کے خیال میں گنگا کے پانی میں بہت اور برکت خیالی طور پر رکھی ہوئی ہے حالانکہ وہ ایک معمولی دریا ہے جسمیں مینڈک کچھوے اسی طرح موجود ہیں جیسے اور دریاؤں میں۔ اور اس میں مردوں کی ہڈیاں ڈالی جاتی ہیں اب اگر ایک ہندو سے اس کی دلیل پوچھیں تو وہ یہی کہیگا کہ میرے دل میں دلیل ہے بیان نہیں کر سکتا ایسا ہی نادان آریوں نے جو پرمیشر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک مستری اور کاریگر سے بڑھکر نہیں کیونکہ بجز جوڑنے جاڑنے کے خالقیت کے اعلیٰ جوہر سے وہ بے بہرہ ہے روح اور ذرات عالم پر اس کا کوئی تصرف نہیں کیونکہ اسنے ان کو پیدا ہی نہیں کیا وہ کبھی اپنے بندوں کو نجات نہیں دے سکتا کیونکہ پھر سارا کارخانہ ہی بگڑ جاتا ہے اور ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ وہ اپنے کسی مخلص بندہ کی دعا ہی نہیں سن سکتا۔ اور نہ کسیکو اپنے فضل سے کچھ دے سکتا ہے کیونکہ جو کچھ وہ کسیکو دیتا ہے اُسکے ہی کرموں کا پھل ہوتا ہے۔ غرض ہر قوم اور کتاب نے جب خدا پیش کیا ہے اسکو دیکھکر شرم آجاتی ہے یہ فضیلت اور فخر اسلام ہی کو ہے کہ اسکا ماننے والا کبھی شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ اس نے کامل خدا کا پتہ بتایا ہے اور کامل ہی کو ضرور چاہیئے

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

خطبہ

جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی قادیانی نے ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۴ء کو بروز جمعہ پڑھا (ایڈیٹر)

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان فرمایا کہ انہیں ایک رسول، اُن ہی میں سے مبعوث فرمایا وہ ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھتا ہے اور انکو پاک صاف کرتا ہے اور انکو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور یہیں رسول کے آنے سے پہلے وہ ایک کھلی گمراہی میں تھے

میں اسوقت خدا تعالیٰ کے عظیم الشان امر و اما بنعمۃ ربک فحدث کی تعمیل کی غرض سے چند باتیں اُس منت اور احسان کے متعلق اپنے دوستوں کو سنانا چاہتا ہوں جو اللہ جل شانہ نے اس زمانہ میں ہمپر کیا ہے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میرا دل اس نعمت کے احسان کی لذت سے سرشار ہو رہا ہے اور سب سے زیادہ تڑپ جس بات کی مجھے لگی رہتی ہے یہی ہے کہ میرے تمام دوست بھی ویسی ہی لذت اور اس کے تشکر سے بہرہ مند ہوں اس آیت میں جو مینے ابھی پڑھی ہے ہر شخص کو جو قرآن کریم میں غور کرنے کا عادی ہے اور اس کے ایک ایک لفظ سے لطف لیتا ہے غور کرنا چاہیے کہ آیت کیا سبق دیتی ہے میں دعوی سے کہتا ہوں کہ اس آیت سے مزہ لینے اور اس احسان کو جس کا اس میں ذکر کیا ہے بیّن طور پر محسوس کرنے کے لئے دو ہی وقت اس دنیا میں آئے ہیں تیسرا کوئی زمانہ نہیں آیا۔ صاف صاف طور پر یوں سمجھلو کہ یہ آیت پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری تو صحابہ نے مزہ لیا۔ اس لئے کہ اُنھوں نے واقعی طور پر محسوس کیا کہ خدا تعالے نے عظیم الشان احسان اُنپر کیا۔ دوسری دفعہ خدا تعالے کے فضل و کرم سے اس آیت کا لطف اُس برگزیدہ قوم نے لیا جکو کتاب اللہ نے وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ کہکر پکارا ہے وہ مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہے۔ اس آیت میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ مومنوں پر بڑا احسان کیا گیا۔ کیا مومنوں نے بھی دل سے اعتراف کیا کہ درحقیقت یہ بات سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمپر بڑا فضل کیا کہ اس نعمت سے ہمکو مالامال کیا۔ اس آیۃ میں لام تاکید کا حرف ہے اور پھر قد اس تاکید کو اور بھی موکد کر کے پوری شوکت اور جلال کے ساتھ بتاتا ہے لقد من اللہ علی المومنین بے شک بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا ہے پھر میں پوچھتا ہوں کہ یہ آیت جب صحابہ پر پڑھی گئی تو کیا اُن کی روحوں نے محسوس نہیں کیا کہ اللہ تعالے نے یہ احسان کیا ہے؟ اور کیا اُن کی روحوں نے پورے شعور اور بصیرۃ کے ساتھ اقرار نہیں کیا؟ کیا اور ضرور کیا۔ یہی شعور اور بصیرۃ تو اس احسان عظیم کی تھی جس نے انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری میں اپنے وطنوں کو چھوڑ دینے اور اپنی تمام راحتوں اور آسایشوں کو قربان کر دینے کی توفیق دی۔ ورنہ وہ کیا بات تھی جسنے انکو ایسا قوی دل اور دنیا اور اس کی آسایشوں کو ان کی نظر میں ایک مردہ کیڑے سے بھی بڑھکر بے وقعت بنا دیا تھا۔

غرض

اس آیت کا لطف اور مزہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں بلا واسطہ لیا اور جس جس قدر بصیرۃ اور شعور صحابہ کا زیادہ تھا اور جسقدر معرفت کسیکی بڑھی ہوئی تھی اسی قدر وہ اس لذت سے سرشار تھے۔ پھر ابداً ابداً اس پاک زمانہ کے بعد بھی کسی نے یہ لطف نہیں اُٹھایا اور نہ کسی زمانہ میں یہ آیت لقد من اللہ الآیہ اُس مفہوم کو پوری طرح مدنظر رکھکر پڑھی اور سمجھی گئی جیسے صحابہ کرام کے کانوں میں یہ لذیذ آواز پڑی تھی۔ اس لئے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات اور خو اور آیات و علامات کا پھر کوئی انسان نہ آیا جو یہ صفات اپنے اندر جمع رکھتا کہ یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ۔ خدا تعالیٰ کی حکمت اور کرم نے اس کے لئے کو زمانہ مقدر کر رکھا تھا جس میں ہم ہیں اور ہم ہی میں سے مولا کریم نے ٹھیک اسی طرح جیسے رسولا منھم فرمایا تھا ایک امام۔ مامور۔ مرسل جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ خدا کی وہ نعمت وہ منت وہ احسان عظیم ہمپر اسی طرح ہوا جیسے عرب کے بادیہ نشین اور ضلال مبین میں مبتلا قوم پر رسول اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ہوا۔ والحمد للہ علی ذالک حمداً کثیراً خوب سمجھلو کہ اگر ساری دنیا کے خزانے نکال کر ہمیں دے جاتے اور ساری منہ مانگی مرادیں پوری ہو جاتیں جب بھی اس نعمت کا بدل نہ ہو تا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے زمانہ میں اس فضل کے عہد کو نمودار کیا۔ میرے دوستو! اٹھو اور سجدات شکر بجا لاؤ۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور اس نازک مقام پر کھڑا ہو کر کہتا ہوں کہ میری روح تو اس لذت سے سرشار ہو کر اور اس منت کی مرہون ہو ہو کر اللہ تعالے کے حضور سجدہ کرتی اور اس کے رسول پر درود پڑھتی ہے جس کے پاک مُنہ کی بات اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

ہمارے زمانہ میں پوری ہوئی۔
اب میں پھر آپ کو اس آیت کی طرف لے جاتا ہوں سوچو اور غور کرو !! اللہ تعالےٰ صحابہ کرام کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں اپنا احسان یوں جتاتا ہے کہ وہ صدق دل اور شرح صدر سے اسکے معترف معلوم ہوتے ہیں۔ اور چشم تصور کو ایسے نظر آتے ہیں کہ گویا وہ کمال تشکر سے پیدا ہوئی ہوئی حیا سے اس منت آفرین آواز کے مقابل سرنگوں ہیں۔ اور انکا بال بال زبان ہو کر پکارتا اور تصدیق کرتا ہے کہ لاریب ہم ہماری پیٹھیں خدا تعالےٰ کے اس منت کے بار گراں سے دوتا ہو رہی ہیں۔ اور یہ اعتراف ان کی عملی زندگی کے آئینہ سے صاف صاف نظر آتا ہے۔ پھر قابل غور امر اسمیں یہ ہے کہ وہ احسان کیا ہے جو خدا تعالیٰ نے بادی فانی دولت کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس احسانکو یوں ظاہر کیا ہے يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ اس میں لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ آغاز آیت اور ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ انجام آیت قابل غور ہیں۔ منت گذاری اور احسان نمائی چاہتی ہے کہ مرہون منت شخص کی پہلی حالت اپنی ناتوانی اور بے سامانی سے مقتضی اس منت اور نعمت کی ہو یا یوں کہو کہ اس کی زندگی یا بقائے زندگی کا باعث و سبب ہی نعمت ہو جبھی تو اس احسان کا شکر چندر قلب سے پیدا ہو سکتا ہے۔ ایک شخص کو جو من کل الوجوہ غنی ہے ایک دوسرا بے نوا شخص کبھی کیا یاد دلا سکتا ہے کہ فلاں وقت میں نے تجھ پر یہ احسان کیا۔ سو خدا تعالیٰ نے اس ترتیب عجیب میں ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین فرما کر ان تمام حالتوں دکھوں۔ دردوں۔ مزاحمتوں مصیبتوں کا نقشہ صحابہ کے سامنے کھینچدیا ہے۔ جس میں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے مبتلا تھے۔

گویا ان کی پہلی زہرہ گداز مجذوبانہ حالت کو یاد دلا کر تشکر کے بار گراں سے انکی گردنوں کو نواتا ہے اور محض تحکم کی راہ سے نہیں بلکہ شرح صدر سے انکو منواتا ہے کہ دیکھا میں نے کسقدر احسان تم پر کیا جبا یو گمراہی اور تاریکی کے زمانہ سے زیادہ کوئی مصیبت نہیں۔ خدا سے غافل ہونا اسکی محبت کا دل میں نہ ہونا اس کے جلال وعظمت کی حکومت کا روح پر مستولی نہ ہونا اس سے بڑھکر کیا دکھ اور مصیبت ہو سکتی ہے !!! نادان اور جہنم کا کندہ دہریہ اس دکھ کو کیونکر محسوس کر سکتا ہے جبکہ وہ دل ہی نہیں رکھتا اور جیسے ایک سنڈاس کا کیڑا اس غلاظت اور بدبو کو محسوس نہیں کر سکتا خدا سے دور دکھ درد کا پتلا دہریہ عذاب الیم میں مبتلا رہ کر بھی محسوس نہیں کرتا تو یہ سیدا امر ہے لیکن ایک دل رکھنیوالا انسان اور حس رکھنے والی ہستی اس غلاظت اور بدبو کو خوب محسوس کرتی ہے جو خدا سے الگ ہو کر پیدا ہوتی اور اسکی دکھ دینے والے عذاب کو مشاہدہ کرا دیتی ہے جو خدا کے انکار سے پیدا ہوتا ہے۔ غرض سارے دکھوں کی جڑ خدا سے دوری اور اسکی عدم معرفت ہے اور سارے سکھوں کا سرچشمہ باری تعالی کے وجود پاک کی معرفت ہے۔ مغیرہ بن شعبہ سے کوئی گذشت کا حال پوچھے جب کہ اس نے متکبر کسریٰ کے دربار میں اپنی قوم وملک کی جاہلیت کی حالت اور پھر اسلام کی نعمت اور فضل کا نقشہ بلند اور دلدوز الفاظ میں کھینچا اور جناب جعفر طیار کی آواز کیطرف کوئی کان لگائے جب کہ اس نے اس نعمت الہی اور منت ایزدی کی داستانہ سرائی سے شاہ حبش اور اس کے حاشیہ نشینوں کو تصویر قالین بنا دیا۔ ایک ایک فرد صحابہ کا اس ذوق سے وجد ورقص کی حالت میں سرشار تھا۔ یہی مے تھی جس سے سرشار ہو کر وہ نہ جھکے اور نہ ہارے جنکے قیصر وکسریٰ کے تختوں کو تختے سے بدل نہ دیا اور اسلام کا سکہ جسموں اور دلوں پر جما نہ دیا۔

میں پھر کہتا ہوں غور کرو دنیا پر تاریکی چھائی ہوئی تھی طرح طرح کے فسق وفجور کی ظلمتوں اور ضلالتوں میں مبتلا ہو کر عرب کی سرزمین ایک خشک شاخ کی طرح خدا سے کٹ چکی تھی۔ انکو کوئی لطف اور لذت ہی نہ تھی جو جمیع صفات کاملہ موصوف اور تمام نقصوں سے پاک اللہ کی ذات کے اقرار میں تھا۔ میں کیونکر سمجھاؤں اور کیونکر اس لذت اور سرور کا پتہ دوں جو اللہ تعالی کے اقرار میں ملتا ہے۔ صحابہ کرام میں جو ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین کی حالت سے آگاہ اور آشنا تھے۔ اور جن پر وہ حالت گذر چکی تھی۔ جب ان میں قرآن آیا اور قرآن کا عملی نمونہ اپنے سید ومولی کی پاک ذات کو دیکھا۔ اور آپ کی تعلیم اور قوت قدسی سے عرفان وایقان کی اعلے سے اعلے مدارج کو طے کیا ان ہی کا دل سمجھتا ہوگا کہ کیسی لذت انھیں آتی ہوگی۔ اللہ اللہ غور کرو وہ جو پانچوقت شراب پینے کے عادی تھے رسول کریم کے طفیل سے جب ان پانچوقتوں پر وہ ایک سینہ سوزاں اور چشم گریاں سے نماز میں حاضر ہوتے ہونگے تو کیسے اس جہان کو محسوس کرتے ہوں گے قرآن کریم نے جہاں ایک طرف انکی پہلی حالت کا نقشہ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ سے کھینچا ہے دوسری طرف انکی تبدیلی حالت کو مختلف مقامات میں بیان فرمایا ہے کہیں اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ سے ظاہر کیا اور کہیں يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا سے ظاہر فرمایا اور کہیں یہ فرمایا کہ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ اس آیت کی طرف غور کرو۔ کہ صحابہ کرام کی تبدیلی حالت کا کیسی پتہ دیتی ہے انکی کروٹیں خوابگاہوں سے الگ ہو جاتی ہیں۔ ہو سکتا تھا کہ یہ کہا جاتا کہ سوتے اٹھتے ہیں مگر تتجافی جنوبہم عن المضاجع کی ترکیب میں فکر کرو۔ اصل یہ ہے کہ

میں بڑا عظیم الشان استعارہ ہے جسکے رو سے صحابہ کرام کے مجاہدہ کو دکھانا مقصود ہے۔ میرے دوستو! قرآن کریم کے معنا مین عالیہ اور اس کے معارف وحقائق سے لطف اٹھانا چاہتے ہو تو قرآن کی زبان سیکھو میں پھر کہتا ہوں اللہ کے لئے قرآن کی بولی اور زبان سے واقفیت پیدا کرو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن سے سچا عشق ہے تو پھر اس کے کیا معنی کہ قرآن کی زبان کی طرف دیوانہ وار نہ دوڑو چاہیے کہ تمہاری شیفتگی اور فوق العادت دل بستگی قرآن سے دیکھکر لوگ تم کو قرآن کے عشاق اور دیوانے کہہ اٹھیں۔ دل چو دادی یوسفی را راہ کنعاں را گزیں۔

غرض اس آیت میں مضاجع اور تتجافیٰ اور جنوب کا لفظ بڑا ہی لطیف ہے اس عجیب اسلوب نے مومنوں کے مجاہدہ اور نفس کے جذبات پر غالب آنیکا نقشہ کھینچا اور دکھایا کہ جنوب کو مضاجع سے الگ کرنا محض خدا کے امر کی تعمیل پر کتنی عظیم الشان بات ہے۔ درحقیقت خواب ناز و شیریں سے خلاف وقت طبیعت کے اشارہ کے خلاف کسی امر کے پابندی کو اٹھنا ایک بھاری قربانی ہے سردی کے موسم میں جب کہ بڑے بڑے گرم بستر و نیز انسان لپٹا ہوا ہو۔ اور کوئلوں کی انگیٹھیوں اور حمام نے سطح زمین کو گرم کر رکھا ہو اور نازک لحافوں میں سویا ہوا ہو پھر اسکے لئے اٹھنا آسان بات نہیں ہے پھر گرمی کی شدت میں جب کہ پہلی رات نہایت تکلیف اور حدت سے گذرے اور پچھلی رات کو ذرا سرد ہوا کے جھونکے آنے شروع ہوں اور نیند آنے لگے اسوقت اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کی آواز سنکر اٹھ بیٹھنا آسان نہیں مگر وہ عرب جو کسیکی بات ماننے کے عادی نہ تھے اور جنکے تن ضلال مبین کی شہادت نہ صرف قرآن کریم سے بلکہ دنیا کی تاریخ سے صاف عیاں ہے رسول کریم کے وجود نے انہیں یہاں تک تبدیلی کی کہ وہ اپنی تمام راحتوں کو ترک کرکے خدا تعالے کے اوامر کے مقابل یوں ہوگئی جیسے مردہ غسال کے ہاتھوں میں ہوتا ہے یہ بات کوئی معمولی اور سرسری بات نہیں ہے اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور تزکیہ نفس کا پتہ ملتا ہے کہ یہ قویٰ آپ میں کیسی کامل درجہ پر پہونچی ہوئی تھیں۔ سوچو تو سہی اپنا ہی تزکیہ کرنا مشکل ہے پھر وہ انسان کامل صلعم کیسا مزکی النفس اور مطہر القلب ہے جو اپنی قوت قدسی سے دوسروں کو مزکی بناتا ہے میرا مطلب اسوقت صرف یہ ہے کہ جہاں ایک طرف آپ کو یہ دکھاؤں کہ صحابہ کرام نے اپنی حالت ضلال مبین کے بعد تزکیہ نفس اور تلاوت آیات اللہ اور تعلیم کتاب وحکمت سے ایکسی تبدیلی حاصل کی اور پورے شعور او بصیرۃ کے ساتھ اس منت الٰہی کو جسکا ذکر اس آیۃ میں ہے محسوس بھی کرلیا۔ وہاں میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ وہ کیا بات تھی جسنے انکی کایا کو پلٹ دیا ؟ کن باتوں نے خدا کی ہستی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور اطاعت کا یقین پلا دیا تھا انہیں سے پہلی بات اور پہلی دلیل یہ ہے جسکو مولیٰ کریم نے خود بیان فرمایا ہے یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ اللہ تعالےٰ کے زندہ نشان انپر پڑھتا ہے۔ اسمیں یہ اشارہ ہے کہ ایک ہی بات ہے جس میں اثر رکھا گیا ہے کہ انسان کو خدا دکھا دے اور اسکی کایا پلٹ دے وہ ہے خدا کے تازہ بتازہ نشانوں کا دکھانا نشانوں کے ذریعہ سے وہ خدا گویا رو در رو نظر آجاتا ہے جو لاانتہا حجابوں کے پیچھے نہاں در نہاں ہوتا ہے۔ اسکی صورت دکھائی جاتی اسکی آواز سنی جاتی اسکی ساری طاقتیں پہچانی جاتی ہیں اور وہ مومن کی جان بن جاتا ہے۔

میرے عزیزو!

سوچو! پھر سوچو!! ایک ہی بات ہے جسکے سبب سے وہ قوم گواہی دیتی تھی کہ خدا ہے۔ گویا آنکھوں کے سامنے زندہ خدا کو دیکھتے ہیں۔ صحابہؓ کی زندگیوں کو پڑھو کہ انمیں تمہارے لئے **اطاعت رسول** کا ایک بدرقہ موجود ہے۔ ان میں تم پاؤ گے کہ دنیا میں کوئی قوم خدا تعالے کے پہچاننے اللہ تعالے کی محبت میں دلی جوش اور سچے شوق کے ساتھ جان و مال نثار کردینے والی ان سے بڑھکر نہیں ہوئی۔ جیسا کہ پرسوں **حضرت اقدس علیہ السلام** نے ارشاد فرمایا تھا کہ غیر اللہ کو جلا دینے والا اور اللہ کو اختیار کرنے والا ایمان درکار ہے اور وہ حاصل نہیں ہوسکتا جب تک گویا اللہ تعالے کو دیکھ نہ لیا جاوے۔ اب وہ ذریعہ کیا ہے جس سے اللہ تعالے کو دیکھ لیا جاوے؟ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اخلاقی واعظ ہی ہوتے اور نرم نرم باتیں سنا دیتے تو خدا کی وہ معرفت یقینی صحابہ کو نہ ہوتی۔ خدا تعالے کی قدرت نمائیوں اور شوکتوں کے نشانوں کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو دکھا دیا جب انھوں نے خدا کو دیکھ لیا پھر اسے دیکھکر انہیں معرفت کا نور چمکا جس نے روح میں ایک ایسی سوزش اور گدازش پیدا کی کہ انھوں نے اپنے سارے قومی وجاہتوں اور عزتوں کو اس ایمان پر نثار کردیا ہر روز وہ خدا کا نشان دیکھتے بڑے بڑے معجزات پیشگوئیاں اور تحدیاں دیکھتے جن سے ان کے ایمانوں پر عجیب عجیب رنگ چڑھتے تھے۔ وہ دیکھ چکے تھے کہ مکہ معظمہ میں ناتوانی اور بیکسی اور استیلائے اعداء کے وقت جبکہ کوئی سہارا اور پناہ نہیں تھی اور دشمنوں کے تیرباراں کے مقابل سر چھپانے کو کہیں جگہ نہیں ملتی تھی اسوقت اور اس حالت میں سَیُہْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ جیسی عظیم الشان پیشگوئی ہوئی تھی۔ اور وہ اس جلالی پیشگوئی کو بھی سن چکے تھے کہ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی اے بیکسو آسمان و زمین کا مالک اللہ ہے سوا آسمانی نصرت اور الارض (کہ اسلام اور ما حولہا تھا) تیرے لئے ہوگی اس لئے کہ تو اللہ کا ہے اور کوئی نہیں جو اللہ تعالے کے

زبہت رہ وہ کو روک سکے۔ اور وہ اس
ضعف کے وقت اس ہیبت انگیز
پیشگوئی کو بھی سن چکے تھے کہ یسئلونک
عن الجبال فقل ینسفھا ربی
نسفا فیذرھا قاعا صفصفا
لا تری فیھا عوجا ولا امتا۔
یعنی تجھ سے ان پہاڑوں کی نسبت پوچھتے
ہیں تو ان کے جواب میں کہہ کہ میرا رب
(میں مکرر ثابت کر چکا ہوں کہ ثبوت
نبوت کے لئے رب کا اسم آتا ہے
اس لئے کہ وہ اپنے مربوب خاص کی
راہ سے لازما و طبعا ان رکاوٹوں کو
دور کرتا ہے جو اسکی تربیت کی غرض و
غایت کو تباہ کرنے والی ہوں)) انکو
بالکل پاش پاش کر دے گا اور انکو چٹیل میدان
بنا کر چھوڑے گا یہاں تک کہ تو انہیں
کوئی نشیب و فراز نہ دیکھے گا۔ غور کرو
ان کا ایمان کس درجہ تک منور ہو گا اور معرفت
الہی کے کس معراج پر وہ پہونچے ہونگے
جنھوں نے عین بے سامانی اور اعدا
کے پاؤں تلے مسلے جانے کے وقت یہ نبأ
عظیم اپنے کانوں سے سنی اور ایک عرصہ
کے بعد اللہ تعالی کی سبب سازی سے
اسے پورا ہوتے دیکھ لیا۔ وہ مکہ کے
بڑے بڑے پہاڑ (ابو جہل اور اسکے
امثال) جو انپر ٹوٹے پڑتے
اور انھیں پیسے ڈالتے تھے۔ کسطرح انکی
راہ سے اٹھائے گئے۔ اور کسطرح وہ
ساری زمین جہاں انھیں قدم قدم پر
ٹھوکریں لگتی تھیں ہموار سیدھی کر دی گئی
اور

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کی دعوت دینے کے لئے وہ ساری زمین بلا مزاحمت
چوگان بن گئی۔ اللہ اکبر وہ کیا وقت تھا
جب کہ سید ولد آدم بشیر و نذیر صلے اللہ علیہ وسلم
کے منہ سے نکلی کہ قل ینسفھا ربی
نسفا۔ اور کس طرح آخر کار حرفاً حرفاً
پوری ہوئی۔ یہ بات ہے جو کلید ہے اس
راز کی کہ کیوں حضرت صحابہ رضی کو وہ کمال ایمان
اور [illegible] عرفان نصیب ہوا جسکی نظیر کسی نبی
کے اتباع میں موجود نہیں۔ یعنی بارش کی
طرح پیشگوئیوں کا انکی آنکھوں کے سامنے
پورا ہونا۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحبت میں ہر وقت تازہ بتازہ نشان
دیکھتے اور ایمان میں روز افزوں ترقی کرتے
اسی ایمان نے اقبال علی اللہ کی فطرت انکو
عطا و سوز طبیعت انھیں بخشی ایسی کہ وہ
تقوی میں طہارت میں خشیت و انابت
میں اور ادائے حقوق اللہ اور حقوق العباد
میں غیر مسبوق نمونے ٹھہر گئے۔ عزیزو اس سے
ظاہر ہوا کہ خدا تعالی کی کتاب ایک ہی بڑا
بھاری گر بتاتی ہے زندہ اور روشن ایمان
کے حاصل کرنے کا اور وہ وہی ہے کہ انسان
ایک بشیر و نذیر کی خدمت میں رہ کر اسکی
دوستوں اور دشمنوں کے حق میں نشان
پورے ہوتے دیکھے۔ اور یوں اسکی
غفلت اور دنیا پرستی کے حجاب دور
ہوتے جائیں اور ایک وقت ایسا
آجائے کہ خدا تعالے کو گویا مشاہدہ کرلے
سو اس رنگ میں کامل نمونہ ہمارے نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت ہی
جس سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
مستفید ہوئے۔ اور یہی معنی ہیں یتلوا
علیہم آیاتہ کے اس ترکیب میں
اللہ جل شانہ نے اشارہ کیا ہے کہ ضلال
مبین کی تاریکی کے دور کرنے کے لئے آیات
اللہ کا نور ہی کافی ہو سکتا ہے اور کوئی علاج
اس سے بہتر نہیں۔ مگر خدا تعالی کی مشیت
اور حکمت سے آنحضرت ص کے بعد ان
علامات و صفات کا پھر کوئی بشیر و نذیر
نہ اٹھا اور نہ درحقیقت ایسے انسان کی
ضرورت اسلام و مسلمانان کو پڑی اسلئے
کہ اسلام کو پورا یعنی غلبہ اعدا پر حاصل ہو گیا تھا
اور کوئی کھلا دشمن اسکی بیعزتی کرنے والا
صدیوں تک سر نہ نکال سکا۔

میں کہہ چکا ہوں کہ پہلے زمانہ میں صحابہ ہی
ایک قوم تھی جسنے اس آیت کا مزہ اٹھایا
اور آج خدا کے فضل و کرم سے **مسیح
موعود کی جماعت** ہے جو اس سے
لطف اٹھاتی ہے۔ میں وثوق سے
کہتا ہوں کہ یہی قوم آج آسمان کے نیچے
اور زمین کے اوپر ہے جو اس آیت کا پورا
لطف اٹھاتی ہے کوئی نہیں جو اس دعوی
کو توڑ سکے آجتک کونسی ایسی صدی گذری
کس مجدد و قطب کے وقت میں یہ سعید
وقت آیا۔ کس سجادہ نشین نے طیفوری
یا سہروردی نقشبندی ہو یا قادری یا
چشتی کوئی ہو ....
اس آیت سے پورا حظ اٹھایا۔ غرض
کسیوقت میں وہ وقت نہ آیا کہ صحابہ کی
طرح روحیں پورے شعور اور بصیرت کے
ساتھ چلا اٹھیں کہ بے شک مولا کریم
نے ہمپر فضل کیا الحمد للہ آج یہ وقت
ہمارے لئے مقدر تھا خدا کے فضل سے
ہم نے اسکو پایا ربنا لا تزغ قلوبنا
بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من
لدنک رحمۃ انک انت الوھاب
اور یہ بات کہ اسوقت کے لئے یہ فضل کیوں
مقدر تھا صاف طور پر سمجھ میں آ سکتی ہے
جیسا میں نے پہلے اشارہ کیا ہے کہ رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت اسلام
کے ہاتھ میں آگئی اور بہت قرنوں تک
قرآن اللہ رسول ص اور خدا تعالی کی بے ادبی
اور ہتک کرنے والا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ
وقت اس امر کا مقتضی ہوا کہ درمیانی زمانوں
میں کوئی بشیر و نذیر زبردست تحدیوں اور
نشانوں کے ساتھ مبعوث ہوتا لیکن تیرہ
سو سال گذرنے کے بعد اسلام پر پھر وہ زمانہ
آیا کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا حکومت
جاتی رہی علم و عمل اٹھ گیا ہر طرف فسق
و فجور نے زور پکڑا۔ اور ایک بیکس ناتوان
ضعیف عورت کے بچہ کو جو یہودیوں کے ہاتھوں
پٹتا رہا خدا کے عرش پر بٹھانے والی قوم
نے سید المعصومین امام النبیین والمرسلین
صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر کمال کا انکار کر کے
آپ کی شان میں وہ کفر بکا اور وہ تعفن انکے
مونہوں سے نکلا جس سے کروبیوں نے
ناکیں بند کر لیں۔ زناکاری اور بدکاری
کو ہنر سمجھا گیا۔ معجزات پر ٹھٹھا کیا گیا۔ قرآن
کریم کی فصاحت و بلاغت کو ناقابل اعتنا امر
سمجھا گیا اور اسے شاعرانہ اسلوب قرار دیا گیا
قرآن کریم کے مضامین عالیہ کو بازیچہ طفلاں
بنا لیا گیا۔ اندرونی غداری کے حملوں نے ادھر
قوم کی ناپاک حالت نے وہی زمانہ پیدا کیا۔

جو ضلال مبین کا زمانہ تھا۔ اسلئے اللہ کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بروز **احمد** کا ظہور فرمایا جسکے ظہور کا ایسے تاریک اوقات میں وعدہ دیا گیا تھا۔ اور جب کہ زمانہ پکار اُٹھا کہ اب پھر ایک **صاحب نشان** یعنی صاحب علامات و آیات بشیر و نذیر کی ضرورت ہے جو دشمنوں اور دوستوں کے حق میں پہلے نمونہ کی طرح نشان دکھا کر ثریا پر اُٹھ گئے ہوئے **ایمان** کو دوبارہ دنیا میں لاکر قائم کرے۔

غرض اللہ تعالے نے **احمد صلی اللہ علیہ وسلم** کو اُس وعدہ کی تکمیل کے لئے پھر اس زمانہ میں **غلام احمد** کی شکل میں مبعوث فرمایا یا یوں کہو کہ احمد **قادیانی احمد مکی مدنی** کا بروز ہو کر جلوہ گر ہوا۔ اور ساری وہ صفات و علامات اور اقتدار لے کر آیا جو اس کے اصل میں تھے تاکہ پھر نئے سرے سے اسلام کی حجت باطل دینوں پر قائم ہو اور ضلال مبین کی شیطانی حکومت نابود ہو جائے۔

غرض اس **بشیر و نذیر احمد قادیانی** نے اُسی طرح آیات اللہ دکھائیں اور ہم نے بھی صحابہ کی طرح رات دن اُسی طرح خدا تعالے کے تازہ بتازہ نشان آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ وہ وہ زمانہ بھی دیکھ چکے ہیں کہ جب وہ کفر کی مورت ایک عاجز انسان کو خدا بنانے والا نصرانی خدا کے اس نذیر کے مقابل بڑی گستاخی سے بیٹھا اور اُس نے چاہا کہ اپنے مردہ خدا کی سلطنت کا نشان دکھائے اُسوقت کس شوکت اور جلال بھری آواز سے اسکو سنایا گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کی پاداش میں ہلاک ہو جاوے گا بشرطیکہ اس نے **حق کی طرف رجوع نہ کیا**۔ پھر اُس نے رجوع کا فائدہ اُٹھا کر بھی دیکھا اور آخر کتمان حق کی وجہ سے ہاویہ میں گرایا گیا۔ وہ کفر کی مورت باوجودیکہ اسکو بچانے کے لئے صدہا حیلے کئے گئے نابود ہو گئی۔ اور یہ **الحق** کی تصویر اُسی طرح نصاریٰ پر اتمام حجت کرتا ہوا موجود بیٹھا ہے (خدا اس کی عمر میں برکت دے آمین) کیا تو ہے کہ ہتھیاروں نے اس مردہ پرست کو ہلاک کیا؟ ہرگز نہیں خدا کی باتیں اسی طرح پوری ہوئیں جس طرح پہلے زمانوں میں اپنے جلال کے ساتھ پوری ہوئی تھیں۔ پھر وہ کفر کا گیا یا بدزبانی کا سنڈا اس جیسی زبان کی ناپاک بڑ روئے ملک کے ہر طرف بہ کر خدا کے بندوں کا ناک میں دم کر دیا۔ اور اس زمانہ نے اُسی شکل میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں ایک جدید ابوجہل پیدا کر دیا۔ غرض اس آریوں کے وکیل کے حق میں جو جلالی پیشگوئی ہوئی تھی وہ بھی **اٰخرین منھم** کی مبارک اور سعید جماعت نے اپنے کانوں سے سنا اور آنکھ دیکھا کہ کس شوکت سے وہ باتیں پوری ہوئیں اُسی طرح جیسے کہ وعید کفار قریش کے حق میں پورے ہوئے تھے۔ جسطرح صحابہ نے ایک زمانہ میں جو بیکسی کا وقت اور تنگی زندگی کا پرفتن وقت تھا اپنے دشمنوں کی نسبت سنا **یوم یسحبون فی النار علی وجوھھم ذوقوا مس سقر** یعنی ایک دن آنیوالا ہے کہ یہ متکبر دشمن نار جنگ کا ہیزم بنکر منہ کے بل گھسیٹے جا کر حقیقی نار میں ڈالے جائیں گے۔ پھر **بدر** کے جنگ میں جب وہ متکبر مارے گئے اور اُن کی بڑی ہوئی لاشیں ٹانگوں سے گھسیٹ کے **قلیب بدر** (چاہ بدر) میں کتوں کی طرح پھینکی گئیں تو کوئی سمجھ سکتا ہے اور درحقیقت مسیح موعود کی جماعت کے بغیر کوئی قوم تصور کر سکتی ہی نہیں کہ خدا تعالے کے وجود پر کسقدر زندہ ایمان صحابہ کو حاصل ہوا ہوگا۔ اسی طرح ہم بفضل اللہ والمنہ حضرت **بشیر و نذیر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** کے ذریعہ سے خدا تعالے کے زندہ اور بکثرت **نشان** روز بروز مشاہدہ کرتے ہیں اور صحابہ کی طرح صدق دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ بیشک خدا نعم نے ہم مومنوں پر احسان کیا کہ ہم میں اپنے بندہ **مسیح موعود کو مبعوث کیا** جو اُس کے نشان ہمیں دکھاتا اور پاک ایمان ہمیں بخشتا اور خدا تعالیٰ کی کتاب کے حقائق معارف ہمیں سکھاتا ہے۔ اور ہم اس کے وجود باوجود کی بعثت سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔ ایک طرف غیر نبی انسانوں کی کورانہ تقلید کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ایک طرف خشک وہابیت یا یہودیت موجزن تھی جس نے ظاہر داری کے سوا تمام پاکیزگیوں اور روحانیتوں کو نابود کر دیا تھا۔ کہیں نصرانیت کا بچہ **شیعہ مذہب** قوم کے ایمان و اعمال سے دشمنی کر رہا تھا۔ غرض قوم مسلمانان ہر نیک صفت کے لحاظ سے تباہی کی حالت میں تھی جو اللہ تعالیٰ نے وقت پر یہ **ابر رحمت** پھر برسایا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس لذت سے سرشار ہو کر بسا اوقات میں اپنے حسب حال یہ شعر پڑھتا ہوں۔

شعر

اگر ہر موئے من گردد زبانے
ز تو رانم بہر یک داستانے

یقیناً یاد رکھو کہ ہدایت کسی فرقہ کے پاس نہ تھی۔ اور زندہ اور گناہ سوز ایمان سے تمام قوم محروم ہو چکی تھی اور ہاتھوں میں بجز قصے اور کہانیوں کے اور مردہ ایمان کے کچھ نہ تھا۔ اور غیر قوموں کو زندہ ایمان کا کوئی نمونہ دکھانے کے لئے کسی فرقہ کے پاس نہ تھا کہ اتنے میں اللہ تعالے نے اس پاک اور زندہ سلسلہ کی بنیاد ڈالی۔ اب کوئی نہیں جو اس سلسلہ کو مٹا سکے۔ یہ دن بدن بڑھے گا اور پھولے پھلے گا گو اسکے دشمن مارے غیظ و غضب کے جل بھن مریں۔ اب ہمیں ضرورت ہے اس **پاک امام** کے اتباع کی اور اتباع بدون محبت کے نہیں ہو سکتا اور محبت کے لئے معرفت صفات و کمالات ضروری ہے۔ سو میں درخواست کرتا ہوں کہ جسطرح قرآن کی تلاوت کرتے ہو اُسی طرح اس آیت اللہ مسیح موعود کے